# نماز کی گہرائیاں

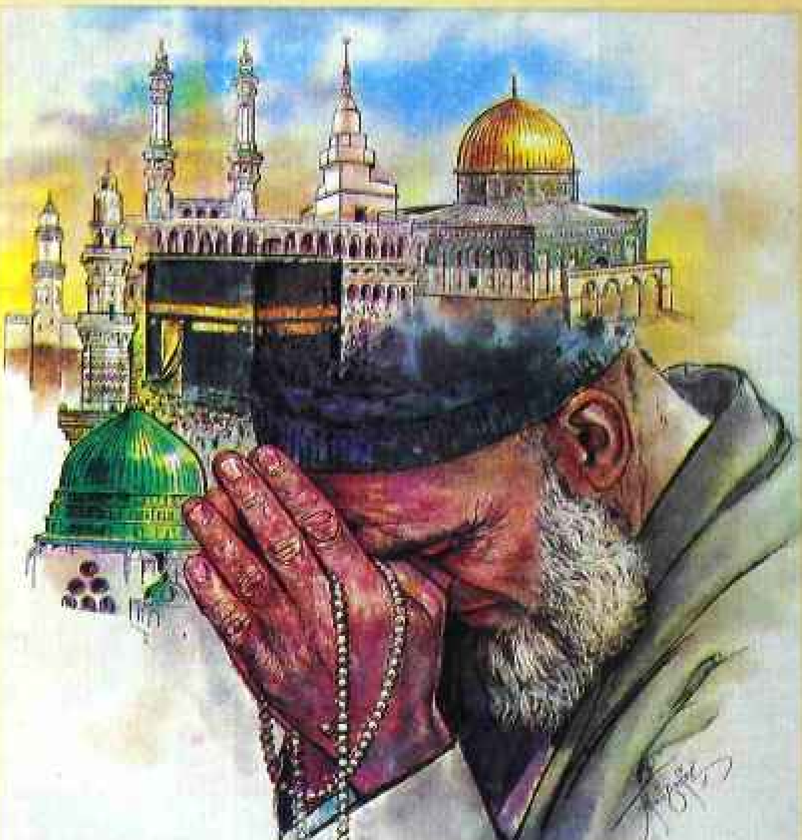

آیت اللہ سید علی خامنہ ای حفظہ اللہ

یکے از مطبوعات

جامعۃ الاطہر پبلیکیشنز کراچی پاکستان

اے-۱۰/۷ — سادات کالونی — فیڈرل بی ایریا — کراچی

جامعۃ
الاطہر
پبلیکیشنز پاکستان

جامعة الاثر

پبلیکیشنز پاکستان

# نماز کی گہرائیاں

رہبرِ معظم ولیِ امرِ مسلمینِ جہان

## آیت اللہ سید علی خامنہ ای حفظہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید آغا جعفر نقوی

جامعۃ الاطہر پبلیکیشنز (کراچی) پاکستان

کراچی

نام کتاب ———— نماز کی گہرائیاں

موٴلف —— —— رہبر معظم آیت اللہ سید علی خامنہ ای حفظہ اللہ تعالی

ترجمہ —— حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید آغا جعفر نقوی

تربیت و نظر ثانی ——سید صادق رضا تقوی

ناشر ——— جامعۃ الاطہر پبلیکیشنز۔ پاکستان

کمپوزنگ ——— جعفری گرافکس فیڈرل بی ایریا کراچی۔

تاریخ اشاعت ——— مئی ۱۹۹۲ء ـــ ذی القعدہ ۱۴۱۲ ہجری

تعداد اشاعت اول ایک ہزار (1000)

نوٹ

اس کتاب کو بغیر کمی بیشی کے چھاپنے کے لیے پیشگی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

(ادارہ)

# فہرست

○ پیش گفتار ۸
○ مقدمہ از مترجم ۱۰
○ خصوصی مقدمہ در فارسی ۱۴
○ ( ترجمہ مولانا سید آغا جعفر نقوی ) 
○ آدابِ نماز از امام خمینی سلام اللہ علیہ ۲۴
○ نماز بندے اور خدا کے درمیان رابطہ ۲۶
○ انسان کے کمال کا راستہ ۲۷
○ یادِ خدا ۳۰
○ نماز انسان کو بیدار کرتی ہے ۳۲
○ نماز تمام کمالاتِ الٰہی کا مجموعہ ہے ۳۴
○ اُصول و قوانین کی تکرار ذہنوں میں اُن کی پختگی کا سبب ہوتی ہے ۳۵
○ نماز مکتبِ اسلام کے اُصولوں کا خلاصہ ۳۶
○ نماز تاریکی و ظلمت میں نورِ الٰہی ہے ۳۷
○ نماز کو قائم کرنا نماز پڑھنے سے زیادہ اہمیت والا ہے ۴۰
○ نیکی کے خلاف شیطان کی جنگ جاری ہے ۴۱
○ رسول اللہؐ اور نماز ۴۳
○ ابتدائِ نماز ۴۴
○ سورۂ حمد ۴۸
○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۴۶

○ سب تعریفیں خدا کیلئے ہیں۔ ۴۶
○ خدا عالمین کا پالنے والا اور انہیں کمال تک پہنچانے والا ہے ۴۷
○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵۰
○ رحمتِ عام اور رحمتِ خاص ۵۰
○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۵۱
○ خدا پرست اور مادہ پرست ۵۲
○ خدا عالم و عادل ہے ۵۳
○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ ۵۴
○ غیرِ خدا کی بندگی سے انکار ۵۴
○ باطل نظریہ ۵۶
○ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۵۹
○ جھوٹے خدا ہماری کیوں کر امداد کر سکتے ہیں؟ ۵۹
○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۶۰
○ ہدایت انسان کی سب سے بڑی حاجت ۶۰
○ ہدایت کا حصول نجات کی علامت ہے ۶۱
○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۶۲
○ حقیقی نعمت ۶۲
صاحبانِ نعمت کون ہیں؟ ۶۲
○ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ۶۳
○ خدا کا غضب کن پر نازل ہوا؟ ۶۳
○ تاریخ کی واضح حقیقت ۶۴
○ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۶۵
○ گمراہوں اور بے وقوفوں کا راستہ ۶۵

○ .. قرآن کا ابتدائیہ سورہ حمد (اجمالی جائزہ) ۶۶

○ .. سورہ ۶۸

○ .. قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۶۸

○ .. نظام کائنات میں ہم آہنگی اور نظم خدا کے واحد ہونے کی دلیل ہے ۶۹

○ .. اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۷۰

○ .. خدا کسی کا محتاج نہیں ۷۰

○ .. لَمْ يَلِدْ ۷۰

○ .. ہمارے اور خدا کے درمیان بندگی اور ربوبیت کا رشتہ ہے ۷۰

○ .. وَلَمْ يُوْلَدْ ۷۲

○ .. اس کا وجود کسی سے نہیں ۷۲

○ .. وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۷۲

○ .. کائنات کا کوئی وجود اس کی برابری کی اہلیت نہیں رکھتا ۷۲

○ .. خدا کی وحدانیت کا روشن مینارہ..... سورہ توحید ۷۳

○ .. خدا کی منع کردہ حدود سے تجاوز مت کرو ۷۴

○ .. تسبیحات اربعہ ۷۷

○ .. الفاظِ نماز کا پڑھنا خدائی صفات کی طرف توجہ دلاتا ہے ۷۷

○ .. توحید کا عقیدہ انسان کو اس کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتا ہے ۷۹

○ .. تمام اُصولِ دین انسان کی راہ کمال کو اُسکے سامنے واضح کرتے ہیں ۷۹

○ .. غلط مشاہدہ ۸۰

○ .. سُبْحَانَ اللّٰهِ ۸۱

○ .. خدا کی تعریف تمام نیکیوں اور اچھائیوں کی تعریف ہے ۸۱

○ .. خدا کی ذات..... تمام اچھائیوں، خوبیوں اور تمام کمالات کا بحرِ بیکراں ۸۲

○ .. خدا ہی کی تعریف کرنے سے انسان راہِ کمال کو اختیار کرے گا ۸۲

○ ..وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ۸۳
○ .. انسان کی جہالت ۸۳
○ .. خدا مالک ہے نہ کہ یہ مجبور و کمزور لوگ ۸۴
○ ..وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۸۵
○ .. نام نہاد بڑی طاقتوں اور شیطانی قوتوں کی آرزو ۸۵
○ .. خدا کی بندگی سے کیا مراد ہے ۸۶
○ .. اسلام کے علاوہ تمام نظاموں کی بنیاد غلط افکار و نظریات پر قائم ہے ۸۶
○ .. عوام الناس کی بہتری صرف اسلام ہی کے ذریعے سے ممکن ہے ۸۷
○ ..وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۸۸
○ .. خدائی نظام سے وابستگی نجات اور کامیابی کی علامت ہے ۸۸
○ .. انسانِ کامل کا لمان ۸۹
○ .. رکوع ۹۱
○ .. سجدہ ۹۳
○ .. تشہد ۹۶
○ .. تشہد خدا کے علاوہ تمام طاقتوں کی نفی ہے ۹۷
○ .. درود ۱۰۲
○ .. کامل نمونوں کا ہونا ضروری ہے ۱۰۲
○ .. نمازی کی خواہش ۱۰۳
○ .. سلام ۱۰۵
○ ..اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۱۰۵
○ .. خدا کے رسول کا اعلان حق ۱۰۵
○ ..اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ۱۰۶
○ .. دنیا کی ظاہری چمک اور اس کی حقیقت ۱۰۶

- ○ .. خدا کے نیک بندے .. اُمید کی کرن ۱۰۷
- ○ .. خدا کی سنت .. نیک لوگوں کا وجود ۱۰۸
- ○ نیک کون ہے؟ ۱۰۹
- ○ .. اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ ۱۱۰

# پیش گفتار

اس مادی ترقی کے دور میں جب کہ انسانی اور اخلاقی اقدار رو بہ زوال ہیں ..... خدا اور انسان کے ربط کی بات کرنا، عوام الناس کو اس مقدس رشتے سے متعارف و روشناس کرانا اور پھر خدا پرستی کی طرف عملاً مائل کرنا..... یہی وہ اہداف ہیں جن کی جانب جامعہ الاطہر پبلیکیشنز پاکستان ۱۴۱۱ ہجری سے رواں دواں ہے۔ ان اہداف کے حصول کے لئے ہماری یہ کوشش رہے گی کہ اسلام کے حقیقی نظریات، معارف کے ادراک اور قارئین کے علمی، دینی اور روحانی ذوق کی تسکین کے لئے مستند تبلیغات جاری کرتے رہیں۔

نماز کی گہرائیاں...... بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

نماز کی گہرائیاں...... حضرت امام خمینی سلام اللہ علیہ کے شاگرد و عزیز ولی امر مسلمین جہان حضرت آیت اللہ سید علی خامنہ ای حفظہ اللہ کی چند مختصر تقاریر کا فارسی سے اردو ترجمہ ہے۔ یہ بیانات ۱۳۵۱ شمسی یعنی آج سے تقریباً انیس سال قبل شہر مشہد مقدس کی مسجد کرامت میں پیش کئے گئے اور جلد ہی تہران میں ان کو چھاپ دیا گیا۔

حضرت آیت اللہ خامنہ ای حفظہ اللہ نے جس گہری نظر سے مضامین نماز کی تفصیل بیان فرمائی ہے اس سے ان کی علمیت، اسرار نماز سے آگاہی اور ان کا انداز بیان روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔ کتاب کا اسی فکر سے مطالعہ کرکے جس فکر سے یہ بیانات تحریر کئے گئے ہیں، کوئی بھی سکون

سے نہیں بیٹھ سکتا۔ اس سے قبل ہمارا خیال بھی تھا کہ نماز صرف ظاہری آداب کی ادائیگی اور فقہی مسائل پر عبور حاصل کرنے کا نام ہے لیکن اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ نماز کے باطنی و روحانی آداب بھی ہیں جو انسان کو مقام کمال تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ادارہ حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید آغا جعفر نقوی صاحب کا بے حد مشکور ہے کہ انہوں نے بڑی محنت ولگن سے ژرفائی نماز کا اردو ترجمہ کیا اور یہ بھی ناانصافی ہوگی کہ ہم آئی۔ ایس۔ او۔ نارتھ کراچی یونٹ کے مشرف رضوی اور ظہیر حسن کا تذکرہ نہ کریں جن کی محنت و مشقت اور ذاتی لگن نے اس کتاب کو آپ تک پہنچانے میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔

امید ہے کہ نماز کی گہرائیاں ...... کے مطالعے کے بعد آپ نماز کے حقیقی وجود کو پا سکیں گے اور یہ کتاب بھی اس سے قبل کی اشاعتوں کی طرح آپ کی روحانی تسکین کا باعث ہوگی۔

آخر کلام میں یہ گزارش کر دینا ضروری ہے کہ فارسی سے اردو ترجمے کے بعد بھی ہم نے حضرت آیت اللہ خامنہ ای حفظہ اللہ کے عرفانی و اخلاقی انداز بیان کو قائم رکھنے کی انتہائی کوشش کی ہے۔ ہم اپنی اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ ہم نے محترم قارئین پر چھوڑ دیا ہے آپ کی قیمتی آرا کا منتظر

ناشر

# مقدمہ

بقلم مترجم حجۃ الاسلام والمسلمین
مولانا سید آغا جعفر نقوی

جس طرح روزہ رکھنے سے بھوک پیاس پر قابو رکھنے کی صلاحیت انسان میں پیدا ہوتی ہے، سخاوت کرنے سے مال خرچ کرنے کی عادت پڑتی ہے، حج کرنے سے تمام دنیا کے مسلمانوں سے اتحاد اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح نماز صرف اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں ہے یا جیسا کہ پیغمبر کے ایک ارشاد میں ہے کہ "کوے کی طرح یہ ٹھونگے مار رہا ہے" - اسی طرح نماز بھی دل پر اثر ڈالنے کے لئے ہے - طہارت بدن و لباس کا دل پر اثر پڑتا ہے - اس لئے حکم ہے کہ "اپنی زینت اختیار کرو ہر مسجد کے وقت" - زینت کا دل پر اثر پڑتا ہے۔ پاکیزگی لباس کا بھی دل پر اثر ہوتا ہے اسی طرح وضو کرنا انسان میں تازگی پیدا کرتا ہے اور احساسات کو وضو کرنے سے سکون ملتا ہے - اسی طرح جب ہم نماز پڑھنا شروع کرتے ہیں تو اول تا آخر ہر لفظ جو ہم ادا کرتے ہیں اس کا دل پر اثر پڑتا ہے اسی لئے نماز "انسان" کو "انسان" بنا دیتی ہے۔ نماز انسان کو فحش، منکرات و بغاوت سے دور کر دیتی ہے - اسی لئے حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

جس قدر تم منکرات (برائیوں) سے دور ہو رہے ہو اسی قدر تمہاری نماز قبول ہو رہی ہے۔

چنانچہ نماز اسی مقصد سے پڑھنی چاہیئے حالت قیام میں خیال ہو کہ ہم خدا کے سامنے اس کی اطاعت میں کھڑے ہیں۔ رکوع میں جاتے وقت خیال ہو کہ ہم خدا کی بارگاہ میں اس کے سامنے جھک رہے ہیں..... سجدے میں جاتے وقت خیال ہو کہ ہم خدا سے قرب کی منزل میں جا رہے ہیں۔ اسی لئے نماز میں ہر ہر عمل اور ہر ہر لفظ اہمیت رکھتا ہے۔ سات آیتیں سورۃ الحمد کی اور پانچ آیتیں سورۃ توحید کی اور چند جملے اس کے علاوہ، یہ تقریباً پندرہ، بیس جملے بنتے ہیں نماز کے اور یہ کوئی زیادہ خاص نہیں ہے لیکن اہمیت ان پندرہ، بیس جملوں کے معنی کی ہے کیونکہ ہر جملہ دل پر اثر رکھتا ہے۔ ہر جملہ دل میں ایک جوش دلاتا ہے۔ ہر جملہ ہماری قلبی بیماری کو کم کر دیتا ہے۔ ہر جملہ ایک کمال کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اسی لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر جملہ دل سے پڑھیں اور ہر جملے میں جو بات ہے وہ دل سے کہیں۔ جس قدر دل کا تعلق زیادہ ہوگا، اثر زیادہ ہوگا، نتیجہ بہتر نکلے گا اور کمال زیادہ حاصل ہوگا۔

مثال کے طور پر مالک یوم الدین کہتے وقت امام زین العابدین کا یہ حال ہوتا تھا کہ جیسے عنقریب آپ کی روح بدن سے نکل جائے گی یہ اس لئے کہ اس جملے کا اثر آپ پر سب سے زیادہ تھا اور توجہ بھی سب سے زیادہ تھی۔ عام مؤمنین بھی اس جملے کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں لیکن توجہ کے بھی درجات ہوتے ہیں، ہماری توجہ معمولی ہوگی اس لئے اس کا اثر معمولی ہوگا اور انسانیت کا درس بھی معمولی ہوگا۔ جس قدر جملوں پر توجہ زیادہ ہوگی اثر بھی

زیادہ ہوگا، انسانیت کامل تر ہوگی اور قرب خدا زیادہ حاصل ہوگا۔

آقای خامنہ ای کی ذات ایک نعمت خدا ہے کہ علاوہ اس کے رہبری کی عظیم ذمہ داریاں بہتر طریقے سے انجام دے رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ علمی خدمات میں سے یہ کتاب بھی ایک نعمت ہے خاص طور سے اس کتاب کا یہ بیان بہت عظیم ہے کہ:

"نماز ہر تھوڑی دیر بعد انسان کو متوجہ کرتی ہے کہ تم اس دنیا کے لئے نہیں، دوسری دنیا کے لئے خلق کئے گئے ہو تمہارے فرائض کیا ہیں ان کا خیال کرو۔"

اگر انسان روزانہ دل سے پانچ مرتبہ اپنے فرائض اور اپنی غرض خلقت و یاد کرتا رہے تو امید ہے کہ انشاء اللہ اس کے دو دن برابر نہیں ہوں گے، اس کا ہر سال پہلے سال سے بہتر ہوگا۔ اس کا ہر مہینہ پہلے مہینہ سے بہتر ہوگا اور جب مرے گا تو بہتر انسان ہو کر مرے گا یعنی جس کے لئے قرآن نے کہا کہ

"اے انسان تو اپنے رب کی طرف کوشش کرتا رہے گا اور پھر اس سے ملاقات کرے گا۔"

دعا ہے کہ مؤمنین کو توجہ ہو کہ اس کتاب کا غور سے مطالعہ کریں، اس کے مطالب پر توجہ دیں کہ یہ کتاب بہترین نعمت خدا ہے اور بہترین درس ہے کہ جس درس کی ضرورت ہم سب کو ہے اور یقیناً کوشش کی جائے گی تو کامیابی ضرور ہوگی۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ ہم صحیح نماز پڑھنے کی کوشش کریں اور بالکل اثر نہ ہو، انشاء اللہ اثر ضرور ہوگا اور ہم بہتر ہو کر مریں گے اور جس قدر بہتر ہو کر مریں گے ویسے ہی آخرت کی دنیا میں ہمیشہ رہیں گے۔ اسی لئے نماز کے متعلق کہا گیا ہے کہ

.....اگر نماز قبول ہوئی تو دوسرے اعمال بھی قبول ہوں گے اور اگر نماز رد ہو گئی تو دوسرے اعمال بھی رد ہو جائیں گے۔

خدا سے دعا ہے کہ ہماری نمازوں کو ایسا بنادے جو قیامت کے دن رد نہ ہوں اور ہماری نمازوں کو ایسا بنادے جو قیامت کے دن اس کی بارگاہ میں قبول ہو جائیں۔

سید آغا جعفر

۲۹ جنوری ۱۹۹۲ء

۲۳ رجب ۱۴۱۲ ہجری

# خصوصی مقدمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ خُلَفَاءِ اللّٰہِ

۱۔ خداوند عظیم کی صفت ..... مخلوق کی تربیت کرنا ہے۔ اس نے ہم انسانوں کی تربیت اور کمالات تک پہنچانے کیلئے جو انسانیت کا عروج ہیں ..... کچھ عبادات مقرر کی ہیں اور کچھ اخلاقی اچھائیوں کو ہمارے لئے معین فرمایا ہے۔ خدا کی غرض یہی ہے کہ انسان ان عبادات پر عمل کرے اور ان اخلاقی فرائض کو اپنے میں پیدا کرے ..... اور ان دونوں کے ذریعہ سے انسان اس کمال تک پہنچے جو اس کی معراج ہے۔ یہ معراج اس لحاظ سے ہے کہ انسان ان روحانی لذتوں اور باطنی کمالات کو حاصل کرے جس سے وہ دنیا میں بھی ظاہری اور باطنی اعتبار سے خوشی محسوس کریگا اور آخرت میں بھی وہاں کے عظیم باطنی کمالات کو حاصل کریگا۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ انسان غیر اخلاقی اور گھٹیا حرکات میں مصروف ہے اور اس کا کردار پست لوگوں جیسا ہے ..... جو اس کی (انسانیت کی) شان سے بالکل میل نہیں کھاتا ..... ایسی حالت میں اس کی باطنی قوتیں اور روحانی کمالات کی صلاحیتیں دبی رہ جائینگی اور اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گی ..... اور جب تک انسان خود میں روحانی اور باطنی عظمتوں کو پیدا نہ کرے اور نہ ہی خود اپنی صلاحیتوں کو عملی کرسکے تو اسوقت تک اس کے باطن کی کیفیت ایسی نہیں ہوگی کہ وہ روحانی لذات کا احساس اور باطنی کیفیات کا ادراک کرسکے۔

ایسے آدمی کی مثال اس دیہاتی کی سی ہے جو بالکل جاہل اور ان پڑھ ہو اور ہم اسے ایسی لائبریری میں لے جائیں جس میں علم وفکر کے خزانے بھرے ہوں لیکن اسے علمی خزانوں کی اہمیت ذرہ برابر بھی نہ ہوسکے گی یا اسے ایک فلسفی کے پاس بٹھا

دیا جائے جس کی محفل علم و دانش سے پر ہو اور وہ فلسفی گہرے مطالب کو باآسانی سمجھا دیتا ہو لیکن یہ جاہل دیہاتی نہ اس کتب خانہ سے کوئی فائدہ اٹھا سکے گا اور نا ہی اس فلسفی کی نشست سے کوئی علمی لذت حاصل کر سکے گا۔

۲۔ یہ حقیقت واضح ہونی چاہیے کہ دنیا کو خلق کر کے خدا نے نا کسی اپنی خواہش کی تکمیل چاہی ہے اور نا ہی اپنا کوئی مقصد پورا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ کیونکہ خدا غنی ہے۔ وہ کسی چیز اور کسی کام کیلئے محتاج نہیں ہے اور نا ہی کوئی ایسا مقصد ہے کہ جس کا کوئی فائدہ یا نفع ذات مقدس الٰہی کو پہنچے گا۔ اس قسم کا کوئی امکان عقل میں ممکن نہیں۔ پھر بھی یہ بات اپنی جگہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ اس نے تمام کائنات کو بے مقصد خلق نہیں کیا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کائنات جو زندگی کے ہنگاموں سے بھری ہوئی ہے اور یہ آسمان بے مقصد و عبث ہے۔ کیونکہ خداوند عظیم نے ارشاد فرمایا ہے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر خلق نہیں کیا ہے! (سورہ دخان ۳۸)

مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

ہم نے ان دونوں کو حق کے ساتھ خلق کیا ہے لیکن لوگوں میں سے اکثریت کو اسکا علم نہیں۔ (سورہ دخان ۳۹)

کائنات کی تخلیق سے خدا کی جو بھی غرض ہو لیکن یہ بات بالکل یقینی ہے کہ خدا کی تمام مخلوقات میں انسان کی حیثیت سب سے اعلیٰ ہے اور اسے پیدا کرنے کی غرض بھی سب سے زیادہ بامقصد ہے اور جس مقام پر خدا انسان کو پہنچانا چاہتا ہے وہ کائنات میں سب سے اعلیٰ وارفع مقام ہے۔ بازار ہستی میں صرف انسان ہی ہے جو اس اعلیٰ وارفع مقام تک پہنچنے کی طاقت و لیاقت رکھتا ہے اور اس عظمت کو

برداشت کر سکتا ہے۔ انسان کے علاوہ اس درجہ اعلیٰ تک پہنچنے کی طاقت نہ تو بلند و بالا پہاڑوں کو ہے جو اپنے سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں اور نہ ہی اس درجہ تک پہنچنے کی قوت و قدرت اس نیلگوں آسمان کو ہے جس کی عظمت کو ستاروں اور کہکشاؤں کے بے حد و حساب نظام چار چاند لگا رہے ہیں۔

قران میں خدا کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ.....

"ہم نے امانت کو پیش کیا آسمانوں ...... اور زمین اور پہاڑوں پر ..... پس انہوں نے انکار کیا کہ وہ اس امانت کو نہیں اٹھائیں گے اور وہ اس سے ڈرے اور انسان نے اس امانت کو اٹھایا

(سورہ احزاب ۷۲)

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

آسمان بار امانت کو نہ اٹھا سکا
قرعہ ہم دیوانے انسانوں کے نام آگیا

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ ۝

"اور ہم نے تمہیں (خاص) اپنے نفس کے لئے بنایا ہے۔" (سورہ طہٰ ۴۱)

اس آیہ مبارکہ میں خدا کا ارشاد اس مقصد کے راز سے تھوڑا پردہ ہٹا کر اس حقیقت کو ظاہر کر رہا ہے کہ انسان کی غرض خلقت کیا ہے "وہ لوگ جو زندہ دل ہیں. پروانے کی مانند شمع کے شعلہ سے. جو شعلہ الٰہی ہے...... جل کر خود کو اس کے

سامنے فنا کر دیتے ہیں۔

۲۔ انسانیت کا یہ اعلیٰ کمال کیونکر حاصل کیا جائے؟ اس سلسلے میں بہت سے نظریے اور پروگرام پیش کیے گئے۔ ان نظریوں اور پروگراموں کو پیش کرنے والے لوگ اس بات کے دعویدار تھے کہ ہم بشریت کو کمال تک پہنچانے والے ہیں۔ ان میں انبیاء بھی تھے اور غیر انبیاء بھی۔ ان کے دعووں کے سلسلے میں ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ کوئی تفصیلی گفتگو یہاں کریں۔ البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے گہری فکر کی، ہر پہلو پر غور کیا اور دیکھا کہ وہ نظام جس کے پیش کرنے والے انبیاء کے علاوہ دوسرے طبقے کے لوگ تھے۔ اس میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان کا ایک جملے میں خلاصہ کیا جاسکتا ہے کہ ان پروگراموں اور نظاموں میں سے کوئی ایک بھی ان دو خرابیوں سے خالی نہ تھا۔

۱۔ بعض خوبیوں کی طرف ضرورت سے زیادہ توجہ دلائی گئی تھی اور (۲) بعض خوبیوں کی طرف توجہ دلانے میں کوتاہی کی گئی تھی۔ اس لحاظ سے انکا نظریہ اور نظام اس قابل نہ تھا کہ جو انسان کے کامل بننے کی بھوک کو مٹا سکے۔ ہر انسان میں یہ بھوک موجود ہے اور تمام انسان بغیر اس بھوک کو سیر کیے دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

اسی اثناء میں ہم نے دیکھا کہ خدا کا پیغام لانے والے اور اس کی طرف سے رہبری کا عہدہ لیکر آنیوالے انبیاء نے (ہمیں) یہ بتایا کہ انسان کی روح و باطن کا کمال صرف اس چیز میں ہے کہ وہ خدا کی عبادت کرے اور اس کی بندگی میں مصروف رہے چنانچہ اس سلسلے میں ہم ..... شیعوں کے پیشوا کے بیان کو نقل کر رہے ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"بندگی وہ جوہر ہے..... جس کے اندر چھپا ہوا راز تربیت ہے۔"

عبادت کرنے سے ہمارے باطنی کمالات خود بخود تربیت پانے لگتے ہیں۔

"خدا کی بندگی روح کا چمکتا ہوا موتی ہے اور جو بھی اس چمک کی روشنی میں آگے بڑھے گا وہ بارگاہ الٰہی کی ربوبیت کے حرم میں پہنچ جائے گا یا یوں کہا جائے کہ خدا کے

بتائے ہوئے روح کے اس کارخانے تک پہنچ جائے گا جہاں روحوں کو اعلیٰ درجے کی تربیت دے کر انہیں باکمال فرد کی حیثیت سے اس دنیا سے اس دنیا تک جانے کے قابل بنایا جاتا ہے۔

> اے خدا... تیری محبت کی قسم اگر تو مجھے اپنا بندہ قبول کرلے تو میں دنیا اور سارے جہانوں کی بادشاہت کو ترک کردوں گا۔
> (فارسی شعر کا ترجمہ)

حدیث صحیح جو شیعہ اور سنی علماء نے رسول خدا سے نقل کی ہے کہ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا:

> "بندہ جن چیزوں سے میری بارگاہ میں قربت حاصل کرتا ہے ان میں سب سے زیادہ جو بات مجھے محبوب ہے وہ..... وہ واجبات ہیں جو میں نے اس پر فرض کیے ہیں اور یہ بندہ پھر میری اور قربت کو حاصل کرتا ہے نافلہ ادا کرکے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرنے لگوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بات کرتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ قوت کے جوہر دکھاتا ہے۔"

(یعنی اس کے کان میں وہی آوازیں پڑتی ہیں جو اس کے لئے مفید ہوتی اور جیسے خدا چاہتا ہے کہ یہ بات اس کے کان میں آئے۔ اسی طرح وہ وہی چیز دیکھتا ہے جیسے خدا چاہتا ہے کہ بندہ اسے دیکھے اور اس کی زبان سے ایسی باتیں ہیں کہ وہ خود بھی سمجھتا بلکہ خدا خود اس کی زبان سے ادا کرا دیتا ہے اور اس ہاتھ سے ایسے کام انجام پاتے ہیں کہ جیسے وہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے یہ کام ا نہیں دیئے بلکہ کسی غیبی طاقت نے اس سے یہ کام کرایا ہے)۔

بندہ خدا سے بہت زیادہ قربت کی وجہ سے اس منزل پر پہنچ جاتا ہے

خداوند عالم اس کا کان، آنکھ، زبان اور ہاتھ ہو جاتا ہے۔

۲۔ تمام عبادات میں نماز ایک عظیم فریضہ ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کہ اسلامی باتوں کی تربیت کا عالی ترین مکتب اور درسگاہ..... نماز ہے

خدا نے عبادت کی اس قسم کو اس لئے ایجاد فرمایا ہے کہ بندہ اس عبادت کے ذریعہ اپنے خدا سے رشتہ جوڑ لیتا اور اپنی بندگی کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کرلیتا ہے۔ نماز اگر سمجھ کر پڑھی جائے تو اس سے نماز گذار کے دل میں وہ طاقت پیدا ہو جائے گی کہ اس کا دل گناہ کے مقابل اس کی سخت حفاظت کریگا اور یہ دل مشکلات میں بالکل پریشان نہ ہوگا بلکہ مردانگی کے ساتھ ثابت قدم رہے گا۔ قرآن میں ہے کہ

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ط

"یقیناً نماز روکتی ہے..... فحش باتوں اور منکرات سے۔" (سورہ عنکبوت ۴۵)

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ ط

"مدد حاصل کرو..... صبر اور نماز سے" (سورہ بقرہ ۴۵)

بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ عبادت کیوں بجا لائی جائے؟ کیا خدا ہماری عبادات کا محتاج ہے کہ ہم اس کی تکلیف دور کرنے کیلئے اس کی عبادت کریں؟

اس قسم کا سوال کرنے والے اپنے ذہن میں یہ تصور کرتے ہیں کہ خدا کو ہماری عبادات سے کوئی فائدہ یا خوشی حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنی خوشی یا حاجت کی تکمیل کیلئے ہم سے اپنی عبادات کراتا ہے..... جبکہ حقیقت میں یہ فکر کی بہت بڑی غلطی ہے۔ ہم عبادت اس لئے بجا نہیں لاتے کہ خدا کی کسی پریشانی کو دور کریں۔ ہم اس کی اطاعت کریں یا اس کی نافرمانی کریں..... اس سے کوئی نفع یا نقصان ذات الٰہی کو نہیں پہنچتا۔ حضرت علی نے ھمام کو خطبہ دیتے وقت شروع میں یہ

فرمایا تھا:

"اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو خلق کیا ہے اور وہ غنی ہے۔ اسے نہ ان کی اطاعت کی کوئی حاجت ہے اور نا ہی مخلوقات کی معصیت سے کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ خدا کو اطاعت کرنے والوں کی اطاعت سے نا کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور نا ہی معصیت کرنے والے کی معصیت سے کوئی نقصان۔"

گر جملہ کائنات کافر گردند
بردامن کبریاش ننشیند گرد

(اگر تمام کی تمام کائنات کافر ہو جائے تو بھی خدا کی بزرگی کے دامن پ
ایک دھبہ بھی نہیں آئے گا)

ہماری عبادت کا مقصد یہ ہے کہ ہماری روح و جان کی تربیت ہو اور کمال تک پہنچیں یعنی عبادت کی غرض یہ ہے کہ ہم اپنی روحانی قدرتوں کو سمجھ ...... انہیں استعمال کریں ...... اور ان سے لذت اٹھائیں اور ان تمام روح قدرتوں کا سرچشمہ ...... خدا کی عبادت و بندگی ...... ہے

ان تمام عبادات کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے دل کی تاریکی چھٹ جائے ا ہمارے دل کی باطنی کیفیات خدا کی حکمت والی باتوں کو سمجھ کر خدا کی حکمت نور سے بھر جائیں اور انسان کا دل اس قابل ہو جائے کہ وہ حق کی باتوں کے جلو کو سمجھ سکے اور عشق الٰہی کا نور اس کے باطن میں پیدا ہو۔

۵۔ بہت سے نماز پڑھنے والے نماز پڑھتے ہیں ...... لیکن وہ نہیں جانتے کہ ک وجہ سے نماز پڑھ رہے ہیں، انہیں نماز سے کیا فائدہ پہنچے گا، انہیں نہیں علم کہ ان کے باطن اور روح میں کیا عظیم تبدیلیاں پیدا اور انقلاب رونما کر سکتی ہے۔ اس بات کو زیادہ واضح طور سے یوں بیان کر سکتے ہیں کہ وہ خود نہیں سمجھتے کہ نماز کیوں پڑھ رہے ہیں اور وہ نماز کے عظیم الشان اغراض و مقاصد سے خود غا

ہیں لہذا انہیں نماز سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور نا ہی یہ عبادت بزرگ ان کی روحانیت پر کوئی اثر ڈالتی ہے یا اگر بہت معمولی سا بھی اثر ڈالتی ہے تو اس سے کوئی نمایاں فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ رسول اکرم ایک شخص کے بارے میں جو (جلدی جلدی) نماز پڑھ رہا تھا، ارشاد فرمایا:

"یہ شخص ایسے ٹھونگے مار رہا ہے۔ جیسے کوا ٹھونگے مارتا ہے۔"

جس طرح کوا اپنی چونچ زمین پر مارتا ہے اسی طرح نمازی نے بے سوچے سمجھے اپنی نماز شروع کردی اور بے سوچے سمجھے اسے ختم کردیگا۔ البتہ اس نماز پڑھنے والے کو اپنی نماز سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور نا ہی نماز اس کے دل کو روشن و نورانی کرسکے گی ..... اور نا ہی اسے انسانیت کی طاقت دے سکے گی اسی وجہ سے ہم قرآن میں دیکھتے ہیں کہ خدا کا ارشاد ہے:

نماز ..... نمازی کو فحش و منکرات سے روکتی ہے۔ (سورہ عنکبوت ۴۵)

لیکن ہم میں سے لوگوں کی ایک کثیر تعداد ہے جو سالہا سال سے نماز پڑھ رہی ہے لیکن ہماری روح میں اتنی چھوٹی سی بھی طاقت پیدا نہیں ہوئی کہ ہم خود کو معمولی سے معمولی گناہ سے بھی روک سکیں۔ اس بحث سے ہم اس نتیجے کو حاصل کرسکتے ہیں کہ حقیقت میں ہم نے بالکل نماز نہیں پڑھی بلکہ جو کچھ ہم بجالاتے ہیں وہ صرف نماز کی ظاہری شکل و صورت ہوتی ہے۔

انسان کی اسی حاجت و پورا کرنے اور اس کے روحانی نقصانات و آفات کو دور کرنے کیلئے اسلام کے بزرگ علما، نے اس عظیم الشان عبادت کی باطنی خوبیوں کو ظاہر کرنے ..... باطنی آداب سے آگاہ کرنے اور روحانی اچھائیوں سے پردہ اٹھانے کے لئے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔

۱۔ اَسْرَارُ الصَّلٰوۃ ..... تالیف شہیدِ ثانی (شہید زین الدین)

۲۔ اَسْرَارُ الصَّلٰوۃ ..... از حکیم و عارفِ اعلیٰ قاضی سعید قمی

۳۔ اَسْرَارُ الصَّلٰوۃ ..... از عارف و زاہد فقیہہِ (مجتہد) کامل مرحوم حاج مرزا جواد آقای ملکی تبریزی استادِ گرانقدر حضرتِ امام خمینی رضوان اللہ علیہ

۴ - أَسْرَارُ الصَّلوٰة ...... از بانی حکومت جمہوری اسلامی ایران حضرت امام خمینی رضوان اللہ علیہ

۵ - آدَابُ الصَّلوٰة ..... از فقیہ کامل عارف ربانی حضرت امام خمینی رضوان اللہ علیہ

۶ - اور کتاب مبارک ...از ژرفای نماز ( نماز کی گہرائیاں ) ..... از مجموعہ تقاریر رہبر معظم انقلاب اسلامی ولی امر مسلمین جہان حضرت آیت اللہ خامنہ ای دامت برکاتہ

جس شخص کی بھی یہ خواہش ہو کہ اس عظیم عبادت کے کچھ اسرار و آداب سے آگاہی حاصل کرے اس پر لازم ہے کہ جن کتابوں کا میں نے تذکرہ کیا ہے، ان کا مطالعہ کرے۔

اپنے مضمون کے اختتام پر ہم حضرت آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی کی کتاب ..... آداب نماز ...... سے چند جملے تحریر کر کے اپنے مضمون کو نورانی کرنا چاہتے ہیں تاکہ مضمون کے آخر میں مشک و عنبر کی مہر ثبت ہو جائے۔

" خداوندا .. تیری بارگاہ میں پہنچنے کے لئے ہمارا قدم اس قابل نہیں ہے کہ اس عظیم اور اعلیٰ منزل تک پہنچ سکے۔

خداوندا ..... ہمارا طلب کرنے والا ہاتھ اس قابل نہیں کہ تیری محبت و انسیت کو چھو سکے۔

خداوندا ...... ہمارے دل پر شہوت و غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں، ہمارے دل پر شیطان اور محبت دنیا کے غلیظ حجاب پڑے ہیں اور جن کی وجہ سے ہماری بصیرت قلبی تیری ذات، عظمت اور جلال کی طرف توجہ نہیں کر پاتی۔

آخرت کا راستہ باریک اور انسانیت کا طریقہ حدید ( سخت ) ہے۔

ہم بے چارے مکڑی کے جالے کی طرح اپنی حقیر فکر کے تانے بانے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم وہ حیران لوگ ہیں جنہوں نے ابریشم کے

کیڑے کی طرح اپنے چاروں طرف شہوتوں اور آرزوں کا جال بن لیا ہے اور خود اپنے ہی جال میں پھنس گئے ہیں۔

اور ہمیں بالکل پتہ نہیں کہ بارگاہِ الٰہی کے غیب کی باتیں کیا ہیں اور اس کی بارگاہ سے عشق و محبت کے کیا مزے ہیں"

(صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ) صرف یہ کہ تو اپنے جلوے سے ہمارے دل کو روشنی عنایت فرما اور اپنی غیبی چمک سے ہماری خودی کو بے خودی میں بدل دے۔

مولا علی فرماتے ہیں:

الھی ھب لی کمال الا نقطاع الیک وانر ابصار قلوبنا بضیاء نظرھا الیک حتی تخرق ابصار القلوب حجب النور فتصل الی معدن العظمة وتصیر ارواحنا معلقة بعز قدسک

(مُناجاتِ الشّعبانیّہ)

"میرے معبود ..... مجھے مکمل طور سے سب چیزوں سے دل کو توڑ کر صرف تیری محبت والا بنادے اور ہمارے دل کی آنکھوں کو وہ روشنی دے جس سے تو نظر آئے اور وہ روشنی دے جس سے نور کے پردوں کو ہم چاک کردیں ...... اور براہ راست تیری عظمت کے خزانے سے متصل ہوجائیں ...... اور ہماری روحیں تیری مقدس عظمت کے درجے سے وابستہ ہوجائیں۔"

(مناجاتِ شعبانیہ)

# آداب نماز..... از امام خمینی سلام اللہ علیہ

نمازی کے لئے ضروری ہے کہ پوری نماز میں اول تا آخر اس کا دل حاضر رہے..... جو بولنے کی باتیں ہیں اس میں بھی اور جو کام کرنے کے ہیں اس میں بھی ۔ اس لئے کہ بندے کی نماز میں سے صرف وہی حصہ قبول کیا جائے گا جس کی طرف اس کا دل متوجہ رہا ہو ۔ اس کے معانی یہ ہیں کہ نمازی کی اس بات کی طرف پوری توجہ ہو جو زبان سے ادا کر رہا ہے اور اس طرح بھی کہ وہ مکمل طور سے اپنے آپ کو خدائے عظیم کی بارگاہ میں حاضر سمجھے ..... اور اپنے دل میں اس کی عظمت کا اثر پیدا کرے..... اور خدا کی ہیبت اور جلال کو حاصل کرے..... اور خدا کے علاوہ ہر خیال کو اپنے دل سے نکال دے (پاک کرے) تو وہ دیکھے گا کہ کہ اس کا نفس گویا مالک الملوک یعنی تمام عظمتوں سے زیادہ عظیم ذات کے سامنے حاضر ہے.... اور اسی سے بات کر رہا ہے..... اور صرف اسی سے راز و نیاز کی حالت میں ہے ۔

تو جب اسے اس چیز کا شعو ہو گا تو اس کے دل پر ایک ہیبت طاری ہو گی جس کی وجہ سے وہ خوف زدہ ہو گا ۔ پھر وہ محسوس کریگا کہ وہ نماز کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کر رہا ہے چنانچہ وہ ڈرے گا ۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی نگاہ رحمت خدا کی وسعتوں کے طرف اٹھے گی تو اسے امید ہو گی کہ مجھے ثواب بھی ملے گا ۔ اس وقت اس کی حالت اسی منزل پر ہو گی کہ وہ خود کو خوف و امید کے درمیان پائے گا.... اور ایمان کامل رکھنے والوں کی یہی پہچان ہوتی ہے ۔ اس کے بھی بہت سے درجات اور مرتبے ہیں جن کی اقسام کا ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کیونکہ عبادت کرنے والوں کی کیفیات سے خوف و امید کے درجات بھی بدلتے رہتے ہیں ۔

نمازی کے لئے ضروری ہے کہ وہ بدنی ادب یعنی خضوع اور قلبی ادب یعنی خشوع..... دونوں کا خیال رکھے اور وہ حالت سکون میں نماز ادا کرے اور اس کی نماز میں مُعزّز انداز یعنی وقار ہو..... اور ظاہر حالت یعنی لباس کے لحاظ سے بھی اس کی حالت اچھی ہو..... اور نماز سے قبل خوشبو اور مسواک کا استعمال کرے..... اور کنگھی کرے۔

لازم ہے نمازی کے لئے کہ وہ نماز کو اس طرح ادا کرے کہ وہ اس کی آخری نماز ہے..... چنانچہ بار بار توبہ کرے..... بار بار خدا کی طرف متوجہ ہو..... استغفار کرے..... اور اپنے رب کی بارگاہ میں اس طریقے سے کھڑا ہو جیسے ایک ذلیل غلام اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

لازم ہے کہ وہ سچے دل سے یہ جملہ ادا کرے کہ "اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔(اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ) ایسا نہ ہو کہ وہ زبان سے تو یہ جملہ ادا کرے مگر حقیقت میں اپنی خواہشات کا غلام ہو اور اپنے مولا (خدا) کے علاوہ کسی دوسرے سے مدد کا طلبگار ہو۔

نمازی کیلئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنی پوری کوشش اس بات میں صرف کرے کہ ایسی باتیں جو نماز کی قبولیت میں رکاوٹ بنتی ہیں..... ان سے خود کو بچائے جیسے اپنے آپ کو بہت اچھا سمجھنا..... دوسروں کی نعمتوں سے جلنا..... تکبر کرنا..... دوسروں کی غیبت کرنا یا سننا..... زکوۃ و خمس نہ دینا..... اور دوسرے تمام واجبات ادا نہ کرنا۔

(امام خمینیؒ، تحریر الوسیلہ جلد ا۔ صفحہ ۱۵۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## نماز... بندے اور خدا کے درمیان رابطہ

نماز ..... معبود حقیقی کی بارگاہ میں دل کی گہرائیوں کے ساتھ سر جھکانا اور انسان و خدا کے درمیان ربط قائم کرنا ہے اس رابطہ کا تعلق پیدا کرنے والے اور پیدا ہونے والے سے ہے۔ نماز تسلی دینے کے ساتھ ساتھ ہمارے پریشان اور تھکے ہوئے خستہ حال دلوں کو آرام و سکون عطا کرتی ہے۔ نماز ہمارے باطن کو صاف، آلودگی سے پاک اور نور خدا سے روشن کرتی ہے۔

نماز بندے کا خدا سے عہد و پیمان ہے، نماز خدا کے راستے پر چلنے کے لئے تحریک پیدا کرنے والی ہے اور اس حالت کے لئے آمادہ کرتی ہے جو دھوکہ اور فریب سے پاک ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں تاکہ ہر برائی و بدی کو دور کریں اور اس کے ذریعے سے ہر خیر و خوبی اور جمال ملکوتی کو حاصل کریں۔

نماز اپنے وجود سے آگاہ ہونے اور اسے حاصل کرنے کا نظام ہے۔ مختصر یہ کہ نماز اس ذات سے رابطہ قائم کرنے اور مسلسل فائدہ (۱) حاصل کرنے کا نام ہے جو تمام کمالات کا سرچشمہ (۲) ہے۔ نماز اس ذات سے رشتہ جوڑنا ہے جو تمام خوبیوں اور نیکیوں کا خالق ہے یعنی خدا۔

---

(۱) لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔

اگر تم شکر کروگے تو تم کو زیادہ (نعمت) دوں گا۔" (ابراہیم ۷)

(۲) اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

"اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔" (نور ۳۵)

ہمارے ذہنوں میں اکثر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ

○ ... نماز کو اہم ترین واجبات میں کیوں شمار کیا جاتا ہے؟

○ ... کیا وجہ ہے کہ نماز کو دین کی بنیاد قرار دیا گیا ہے؟

○ ... کیا وجہ ہے کہ نماز کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ ارشاد ہوا کہ اگر نماز قبول نہیں ہوئی تو کوئی عمل قبول نہیں ہوگا!

○ ... دوسری تمام عبادات کے مقابلے میں آخر نماز میں کیا خاص چیز ہے جس کی وجہ سے وہ تمام عبادات میں سرفہرست ہے؟

○ ... اور وہ کیا راز ہیں جن کے پیش نظر اسلام نماز کو بہت اہمیت کے ساتھ بیان کرتا ہے؟

ہم اسلام میں نماز کی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر اسکے مختلف پہلوؤں کی طرف توجہ کر سکتے ہیں مختلف کیفیات سے اسکی تحقیق اور مختلف زاویوں سے اسکے حقائق تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں چنانچہ ہم ابتداء ہی میں اس نکتے کی جانب اشارہ کرینگے کہ خلقت انسان کی اصلی غرض (۳) اور اس کی زندگی کا حقیقی ہدف (۴) کیا ہے؟

## انسان کے کمال کا راستہ

قادر مطلق ــــ جس کی ذات حکمت والی ہے ــــ نے ہم انسانوں کو پیدا کر کے وجود جیسی نعمت سے مالا مال کیا ہے تو لازماً اس کے معنی یہ ہیں کہ خداوند عالم نے ہماری پیدائش و وجود سے ہمارے لئے ایک ہدف و مقصد مقرر کیا ہے اسے ہم یوں بیان کر سکتے ہیں کہ "ہمیں ایک مقرر کردہ راستے پر چلنا ہے تا کہ ہم اپنی منزل و مقصد

---

(۳) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○

"اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کیلئے خلق کیا ہے۔" (ذاریات ۵۶)

(۴) وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ○

"اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو یہاں تک کہ تم منزل یقین تک پہنچ جاؤ۔" (الحجرات ۹۹)

تک پہنچ سکیں" وہ راستہ اپنی اہمیت کے سبب بہت باریک ہے اور اس کے وسائل بھی معین شدہ ہیں۔ اس لحاظ سے ہمیں چاہیئے کہ ہم اس راستے کی معرفت حاصل کریں جو ہماری منزل تک جاتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی سمجھیں کہ وہ مطالب و مقاصد کیا ہیں جن کو حاصل کرنے کیلئے اس راستے پر چلنا ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ اپنے راستے اور مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اس نتیجے پر پہنچیں کہ جس کا خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے۔

پس جو شخص اس راستے پر قدم اٹھائے تو اسے چاہیئے کہ وہ صرف اپنے مقصد تک پہنچنے کے لئے کوشش کرے لہذا جب انسان کو اپنے مقصد اور اس تک جانے والی راہ کی اہمیت کا اندازہ ہوگا تو اسے یہ خیال ہوگا کہ اس راستے میں انحرافات اور اس کے عزم و ارادے کو کمزور اور متزلزل کرنے والے خیالات کہیں اسے اپنے جال میں پھنسا کر راہ مستقیم سے ہٹا نہ دیں چنانچہ اسے اپنے ہدف و مقصد کو پانے کی جدوجہد کو جاری رکھنے اور کم ہمتی اور حوصلہ شکنی سے اس کی حفاظت کرنے کیلئے رہبر و ہادی کے احکامات سے ہدایات حاصل کرنے کی ضرورت ہے چنانچہ وہ رہبر اول ..... کہ جس نے انسانوں کو ان کے ہدف و مقصد تک پہنچانے کیلئے راستہ مقرر کیا ..... یعنی خدا کے پیغمبر کی تعلیمات سے ذرہ برابر منہ نہ موڑے اور ان کے مرتب کردہ اصول و قوانین سے ہرگز انحراف نہ کرے۔

وہ مقصد ..... کہ جو انسان کا مقام کمال ہے۔۔ کتنا ارفع و اعلیٰ ہے، یہی ہے کہ انسان کو اس دنیا سے واپس (۵) خدا تک جانا ہے جس کے لئے نماز کو مقرر کیا گیا ہے انسان کے پیدائش کی اصلی غرض یہی ہے کہ وہ نیک صفات جو انسان میں پوشیدہ ہیں ظاہر ہوں اور باطن میں پنہاں کمالات جلوہ افروز ہوں تاکہ انسان کی تمام صلاحتیں اور کمالات عملی ہو جائیں اور وہ نیکی کے راستے پر گامزن ہو کر اپنی ذات، تمام دنیا اور

---

(۵) إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○

"ہم اللہ کی طرف سے آئے ہیں اور ہمیں خدا ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔" (البقرہ ۱۵۶)

تمام انسانیت کو نیک بنائے۔ لیکن لازم ہے کہ انسان اللہ کی معرفت کے ساتھ ساتھ اس راستے کی بھی معرفت حاصل کرے جسے خداوند عالم نے ہم انسانوں کو کمال تک پہنچانے کیلیے مقرر کیا ہے تاکہ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے سستی اور کاہلی کئے بغیر اپنے مقصد وہدف تک رسائی کے لیئے جدوجہد کرے۔

وہ کام..... جو انسان کو اس کے مقصد سے نزدیک کرتے ہیں انہیں انجام دینا اور وہ کام..... جو انحرافات وگمراہی سے پر اور انسان کی منزل کی راہ میں رکاوٹ ہیں انہیں ترک کرنا..... یہی وہ طریقہ ہے جو انسان کو اسکی زندگی کے معانی سمجھاتا ہے کہ اس مقرر کردہ خدائی راستے پر چلنا ہی اس کی زندگی کا حقیقی فلسفہ ہے۔ چنانچہ اگر ہم نے ان کاموں کو انجام نہیں دیا جو ہمیں ہمارے مقصد وہدف سے نزدیک کرتے ہیں اور ان افعال سے دوری اختیار نہیں کی جو نقصان دہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیں ہمارے مقصد وہدف سے دور کر دیتے ہیں تو حقیقتاً ہماری زندگی بے معنی ہو جائیگی کہ جس کے گزارنے کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔

ہم اپنی بات کو دوسرے الفاظ میں یوں بیان کر سکتے ہیں کہ ہماری زندگی ایک کلاس یا کمرہ امتحان کی مانند ہے جہاں ہمیں چاہیئے کہ کائنات خلق کرنے والی اور ہمیں زندگی عطا کرنے والی ذات نے جو قوانین وفارمولے بنائے ہیں ان پر عمل کریں تاکہ اپنی دلی مراد اور نتیجہ اعلی تک پہنچ سکیں۔ ہم ان قوانین کو الہی سنتیں اور پیدائش کے (فطری) قوانین کہہ سکتے ہیں چنانچہ ہمیں چاہیئے کہ عالم بشریت (۶) کو کمال تک پہنچانے والے ان قوانین کی معرفت حاصل کریں اور ان کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔

ان تمام باتوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی ذات کی

---

(۶) "بشریت" وجود کی پست ترین اور "انسانیت" وجود کی اعلی ترین سطح کا نام ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائے ڈاکٹر علی شریعتی کی کتاب۔ "چہار زندان انسان"۔ ناشر ادارہ احیاء تراث اسلامی۔ کراچی۔

معرفت (۱) حاصل کریں اور یہ بھی جانیں کہ خداوند عالم نے ہمارے باطن میں کون، کون سے کمالات پوشیدہ کئے ہیں اور ہمیں اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے یہی انسان کی سب سے بڑی مسئولیت اور ذمہ داری ہے اور اسی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھاکر انسان کو یہ قدرت حاصل ہوگی کہ اس کی اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی جدوجہد..... ہوشیاری کے ساتھ ہو اور اس کی جدوجہد میں خدا کی توفیقات شامل ہوں۔ لیکن اگر ہم نے اس الٰہی راستے کی، جو ہمارے کمال کا راستہ ہے..... معرفت حاصل نہیں کی اور ان قوانین کے مطابق..... جو خداوند عالم نے ہمارے کمال کیلئے مقرر کئے ہیں..... عمل نہیں کیا تو اسکا مطلب ہے کہ ہماری زندگی میں جمود ہی جمود ہے ہاں اگر ہم نے معرفت کے بغیر جدوجہد کی یا قہراً تو نہ خدا کی توفیق شامل ہوگی اور نہ ہی ہم اپنے مقصد کو حاصل کر سکیں گے۔

# یادِ خُدا

دین ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہمارا مقصد وہدف کیا ہونا چاہئے، ہمیں کس رخ پر عمل کرنا چاہئے اور ہم کن وسائل سے اپنی منزل تک پہنچ سکتے ہیں اور صرف یہ بیان ہی نہیں کرتا ہے بلکہ قوت بھی..... جو ہماری جدوجہد کیلئے از حد ضروری ہے..... دین ہی انسان کو عطا کرتا ہے اور وہ اہم ترین توشۂ راہ اور سامان..... جو ہماری گٹھڑی میں ہے..... یاد خدا ہے۔

چند چیزیں جو روح انسان کے لئے ضروری ہیں وہ "طلب (خواہش)"، "امید" اور "اطمینان" ہے۔ طلب (خواہش)، امید اور اطمینان وہ مضبوط و توانا پر ہے جن کے ذریعے انسان اپنی منزل کی طرف پرواز کرتا ہے اور ان کا مبدا و منبع یاد خدا ہی ہے

---

(۱) حدیث ہے: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔
"جس نے اپنی ذات کو پہچانا اس نے اپنے خدا (یعنی مقصد) کو پہچانا۔"

یاد خدا ہی کی وجہ سے انسان خواہش بھی رکھتا ہے، اسے امید بھی ہوتی ہے اور اطمینان بھی۔ یاد خدا ہمیں ہمارے مقصد کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ جو خدا تک پرواز (۸) ہے۔

خدا تک پرواز سے کیا مراد ہے؟ یعنی تمام خوبیوں اور کمالات تک پرواز۔ یاد خدا ہی کی وجہ سے ہم متوجہ رہتے ہیں کہ ہمیں کامل بننا ہے۔ یاد خدا..... ہماری اپنے مقصد کے حصول کی جدوجہد کی حفاظت کرتی ہے کہ کہیں ہم کج روی کی طرف مائل ہو کر اپنے مقصد سے دور نہ ہو جائیں۔

یاد خدا راہیان کمال کو ان کے راستے اور وسیلے کے بارے میں ہوشیار کرتی ہے اور انہیں احساس رہتا ہے کہ وہ کدھر جا رہے ہیں اور ان کا راستہ کون سا ہے؟ یاد خدا... ہمارے قلوب کو قوت، تازگی اور اطمینان عطا کرتی ہے۔ یاد خدا اس سلسلے میں بھی ہماری معاونت کرتی ہے کہ کہیں ہم دنیاوی جلووں اور ان کی ظاہری چمک دمک میں دل نہ لگا بیٹھیں اور نہ ہی زندگی کے مسائل اور نشیب و فراز ہماری راہ میں رکاوٹ بنیں۔

ایک اسلامی معاشرے میں ایک گروہ یا ایک مسلمان اگر یہ خواہش رکھتا ہے کہ

○ ... میں اس راستے پر چلوں جو اسلام نے انسانوں کے کمال کیلئے مقرر کیا ہے،

○ ... ان اصول و قوانین پر عمل پیرا ہوں جن پر تمام پیغمبران نے عالم انسانیت کو عمل کرنے کی دعوت دی،

○ ... اس راستے کا مسافر بنوں جس میں رکاوٹیں اور مزاحمتیں نہ ہوں کہ ان سے گھبرا کر منزل پر پہنچنے سے قبل ہی واپس پلٹ آوں،

○ ... اور اس کی یہ بھی خواہش ہو کہ "صراط مستقیم" پر میرے قدم ثابت رہیں، تو خواہ وہ ایک گروہ ہو یا فرد واحد، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ خدا کو یاد رکھے

---

(۸) ارْجِعِيْ إِلَىٰ رَبِّكِ: "پلٹ آ اپنے رب کی طرف۔" (الفجر ۲۸)

اور اس کی یاد سے کبھی منہ نہ موڑے اور اسی وجہ سے دین کی..... جو انسانوں کو منزل کمال تک پہنچانے والے قوانین کا مجموعہ ہے..... ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ مختلف راستوں اور وسیلوں سے ایسے حالات پیدا کرے کہ ایک دیندار کے دل میں یاد الہی کا سورج ہمیشہ چمکتا دمکتا رہے اور اسکی روشنی سے اسکی روحانی دنیا ہمیشہ منور رہے۔

انہی اعمال میں سے..... جو دین نے ہم انسانوں کے کمال کیلئے ضروری قرار دیئے ہیں ایک عمل ایسا ہے جو یاد خدا سے لبریز اس کی نورانیت سے منور اور انسان کو یاد خدا کے دریا میں غرق کرنے والا ہے وہ عمل انسان کو بیدار اور اسے اس کی ذات سے آگاہ کرتا ھے۔ وہ عمل شاخص (۹) یا علامت و نشانی کے مثل ھے کہ خدائی راستے پر چلنے والے اس شاخص یا علامت و نشانی کو دیکھتے ہوئے "صراط مستقیم" پر ثابت قدم اور انحرافات وگمراہی سے دور رہیں اور وہ عمل جو انسان کی زندگی میں سر اٹھانے والی دنیاوی غفلت سے ہر آن اور ہر لمحے برسرپیکار ہے..... "نماز" ہے۔

## نماز انسان کو بیدار کرتی ہے

انسان کا ذہن ہر وقت زندگی کے مسائل میں الجھا رہتا ہے جب کہ اس کی فکر مختلف امور میں مصروف و مشغول رہتی ہے اور شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کبھی اپنی ذات کی طرف متوجہ ہو یا کبھی اسے یہ خیال ہو کہ میری زندگی کا کیا مقصد ہے یا کبھی وہ اپنا حساب کرے کہ میری زندگی کے لمحات جو گزر گئے وہ کیسے گزرے

---

(۹) شاخص اس لکڑی کو کہا جاتا ہے جو وقت معلوم کرنے کے لئے زمین میں نصب کی جاتی ہے۔

اور یہ دن جو گزر رہے ہیں ان میں کیا تیاری (۱۰) کر رہا ہوں ؟ چنانچہ ہماری زندگی میں کتنے ہی ایسے دن ہیں جو اپنے انجام یعنی رات کی تاریکی میں گم ہو جاتے ہیں اور دوسرا دن اپنا سفر شروع کر دیتا ہے ۔ کڑیوں سے کڑیاں ملتی رہتی ہیں ، دن و رات کی دوڑ میں ہفتے اور مہینے گزر جاتے ہیں اور انسان کی زندگی سالوں کے گرد و غبار میں مٹتی چلی جاتی ہے اور انسان یہ خیال بھی نہیں کرتا کہ کب صبح ہوئی اور کب شام ؟ کتنی باطل پرستی ہے کہ انسان ان باتوں کا احساس بھی نہیں کرتا اور وقت گزرتا جا رہا ہے

نماز ایک گھنٹی ہے جو زندگی کے عظیم مقصد سے غافل انسان کو بیدار کرنے کا کام انجام دیتی ہے ، نماز انسان کو دن و رات کے مختلف اوقات میں بیدار کرتی ہے اور اسکی زندگی کو بہتر طور پر گزارنے کا پروگرام دیتی ہے ..... نماز انسان سے یہ کہتی ہے کہ تم یہ عہد کرو کہ مجھے تمام کمالات حاصل کرنے ہیں ۔ نماز ..... انسان کو متوجہ کرتی ہے کہ تمہارے دن اور رات بیکار نہیں ہیں ۔ یہ نماز ہی ہے جو انسان کو اسکے گذرے ہوئے لمحات کا حساب کرنے پر آمادہ کرتی ہے ایسی زندگی کہ جس میں انسان مادی مسائل اور ہنگاموں میں پھنسا رہتا ہے اور اسے یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ زمانہ اپنا سفر کتنی تیزی سے طے کر رہا ہے اور وقت کی چکی میں اسکی زندگی کے شب و روز پس پس کر اسکی زندگی کو ختم کر رہے ہیں ۔ نماز انسان کو متوجہ کرتی ہے اور اسے سمجھاتی ہے کہ تمھاری زندگی کا ایک اور دن رات کی تاریکی میں گم ہو گیا جو کبھی

---

(۱۰) یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

" اے ایمان والو ۔ اللہ سے ڈرو اور ہر نفس کو چاہیئے کہ وہ دیکھے کہ وہ کل ( قیامت ) کیلئے کیا تیاری کر رہا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو ۔ بے شک تم جو کچھ عمل کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے "
(الحشر ۱۸)

پلٹنے والا نہیں اور ایک نئے دن کا آغاز ہو گیا کہ معلوم نہیں کہ تم اسکا انجام دیکھ سکو گے یا نہیں نماز ہی انسان کو خواب غفلت سے جھنجوڑتی ہے کہ تم بیکار پیدا نہیں کئے گئے ہو بلکہ تمہارے کندھوں پر ایک عظیم ذمہ داری اور عہدہ (۱۱) ہے تمہیں اہم ترین کام انجام دینے ہیں لہذا تم اپنا وقت برباد (۱۲) مت کرو..... نماز ہی انسان کو ہوشیار کرتی ہے کہ تمہاری زندگی کا ایک بڑا حصہ بیکار گزر چکا ہے تو اب جو تمہاری عمر باقی ہے تمہیں چاہیئے کہ اس میں اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے زیادہ کوشش کرو کیونکہ تمہاری زندگی کا مقصد بہت عظیم ہے لہذا جب تک فرصت تمہارے ہاتھ میں ہے تمہیں چاہیئے کہ اپنے مقصد کے حصول تک جدوجہد میں لگے رہو۔

## نماز..... تمام کمالاتِ الٰہی کا مجموعہ ہے

ایک طرف یہ خیال کرنا چاہیئے کہ ہماری زندگی کے مادی مسائل اتنے پیچیدہ اور گھمبیر ہیں..... اور یہ فطری بات ہے..... کہ انسان اپنی زندگی کے مقصد اعلیٰ اور عظیم ہدف کو فراموش کر دیتا ہے اور دوسری جانب انسان کا خود بخود ان عظیم ذمہ داریوں کی طرف..... جو اسے مقام کمال تک پہنچنے کے لئے سونپی گئی ہیں..... ہر

---

(۱۱) اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَ حَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَہُوۡلًا

"ہم نے زمین و آسمانوں اور پہاڑوں کو امانت پیش کی پھر انہوں نے قبول نہیں کی کہ اسے اٹھائیں اور اس سے ڈرے اور انسان نے اسے اٹھالیا۔ بے شک انسان ظالم و جاہل ہے۔ (۷۲)

(۱۲) قال علی: ان اوقاتک اجزاء عمرک فلا تفنت الا فیما ینجیک

"حضرت علی کا ارشاد ہے کہ "تمہاری زندگی کے اوقات (سیکنڈ، منٹ اور گھنٹے) تمہاری زندگی کے جزا (حصے) ہیں پس تم انہیں ایسے کاموں میں خرچ کرو جو تمہاری نجات کا سبب ہوں۔"

متوجہ ہونا، ناممکن اور محال ہے اور اسی طریقے سے یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی ایسی ذات ہو جس کا کام فقط یہی ہو کہ وہ ہمیں سمجھائے کہ تم کس لئے دنیا میں آئے ہو اور تمہاری زندگی کا کیا مقصد ہے؟

اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ خود یہ زمانہ اپنے دامن میں اتنی وسعت نہیں رکھتا ہے کہ ہم اسلامی آئیڈیالوجی یا نظریات کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں اور اسلام کی عطا کردہ خواہشات کی تکمیل کریں۔ نہ تو ہمارے صبح و شام میں اتنی گنجائش ہے کہ ہم اعلیٰ مقاصد تک پہنچ سکیں اور نہ ہی ایسی لمبی فرصت ملے گی کہ ہم اس میں اپنی منزل کو پاسکیں۔

چنانچہ کم اوقات والے دن ورات کی زندگی میں نماز وہ..... "معجونِ الٰہی"..... ہے جس نے انسانوں کے لئے تمام کمالات کو اپنے اندر سمویا ہوا ہے یا بالفاظ دیگر نماز ہی تمام کمالات الٰہی کا مجموعہ ہے۔ ہمارا دل روزانہ نماز میں متوجہ ہوتا ہے کہ ہمیں دنیا میں رہ کر کیا کرنا ہے..... نماز ہمیں بتاتی ہے کہ اسلام ہم سے کس چیز کا تقاضا کرتا ہے..... نماز کے لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نماز تمام ممالک کا قومی نغمہ ہے البتہ ہر قوم کے لحاظ سے نماز کے معنیٰ میں تھوڑے بہت فرق ہونگے اور ہر ملک اور ہر زمانے کے لحاظ سے اس کی توجہ میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔

## اُصول و قوانین کی تکرار ذہنوں میں اُن کی پختگی کا سبب ہوتی ہے

ایک مملکت اس بات کی خواہشمند ہوتی ہے کہ اس کے اصول و قوانین مضبوط ہوں، اس کے نظریات وہاں بسنے والے افراد کے اذہان میں راسخ و پختہ ہوں اور وہ مملکت کی فکر پر باقی رہیں چنانچہ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان افراد کے لئے ان نظریات کی تکرار کی جائے اور وہاں کے افراد سے کہا جائے کہ یہ تمہارا قومی نغمہ ہے ..... جو زندگی کے ہدف، آئیڈیالوجی اور ملت کے افراد کے مقاصد پر مشتمل ہے..... اسے بار بار پڑھو اور ضروری ہے کہ اس ملک کے باشندے ان کی تکرار کرتے رہیں کیونکہ اس تکرار کی وجہ سے وہ ملک کے نظریات و افکار پر باقی رہیں گے اور انہیں

احساس رہے گا کہ وہ اس ملک کے رہنے والے ہیں اور وہ، ان اغراض و مقاصد کو..... جو مملکت انہیں بتا رہی ہے..... حاصل کرنے کی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

اگر اس مملکت کے رہنے والے اپنے ملک کے اصول و قوانین اور اغراض و مقاصد کو فراموش کردیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا راستہ بدل جائے گا اور وہ اس راستے کے مسافر نہیں رہیں گے۔ چنانچہ لوگوں کے لئے مملکت کے اغراض و مقاصد بار بار بیان کرنا، ان میں احساس ذمہ داری پیدا کرنا اور کام و خدمت کی طرف بار بار ان کی توجہ مبذول کرانا..... یہی وہ عوامل ہیں جن کی وجہ سے وہ جدوجہد کے لئے آمادہ ہونگے اور ویسے ہی بن جائیں گے..... اور اسی تکرار کی وجہ سے منزل کا نقشہ اور منزل کا راستہ ان کی سمجھ میں آجائے گا اور ساتھ ہی وہ اپنی مسئولیت و ذمہ داری کو بھی سمجھ لیں گے۔ یہ تکرار ان کے ذہنوں میں ان کی مملکت کے اصول و قوانین اور اغراض و مقاصد کو زندہ رکھنے اور ان کی ذمہ داریوں کو مقرر کرنے کا باعث ہوگی اور ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ عمل کے لئے تیار ہوجائیں گے اور شجاعت و ہمت کے ساتھ قدم آگے بڑھائیں گے۔

## نماز مکتبِ اسلام کے اُصولوں کا خلاصہ

نماز..... مکتب اسلام کے اصولوں خلاصہ ہے، نماز..... مسلمانوں کے لئے ان سے راہ کمال..... "صراط مستقیم"..... کو روشن کرنے والی..... ان کی مسئولیت و ذمہ داری کی نشاندہی کرنے والی..... اور ن کی محنت و جدوجہد کے نتیجے کو بیان کرنے والی ہے۔

دن کا آغاز یا زوال آفتاب یا پھر رات کی تاریکی.....، مسلمان کو طلب کرکے اسلام کے اصول و قوانین، اسلام کے راستے اور اس کے مقصد و نتیجے کو اس کی زبان میں سمجھایا جاتا ہے اور اسے روحانی طریقے سے آمادہ کیا جاتا ہے کہ وہ اسلام کے اصول و قوانین کے مطابق عمل کرے۔ نماز میں انسان اپنی زبان کے ذریعے دل کو آمادہ کرتا ہے..... اسے اطمینان و تسلی دیتا ہے اور اپنے میں یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ

"کہیں میں اپنے ہدف و مقصد سے دور تو نہیں ہو رہا ہوں؟" نماز ہی انسان کے ہر قدم کو لمحان کے آخری درجے تک لے جاتی ہے اور اس کے ہر عمل کو کامل کر دیتی ہے۔ المختصر نماز "انسان ناقص" کو "انسان کامل" بنا دیتی ہے۔ہاں یہی نماز ہے جو "معراج مومن" ہے۔

## نماز..... تاریکی و ظلمت میں نورِ الٰہی ہے

ہم انسانوں کا راستہ ..... جو خداوند عالم نے ہمارے کمال کے لئے مقرر کیا ہے ..... جو آگے چل کر بہت دشوار ہو گا کہ اسی راستے پر چل کر ہی انسان کامیاب ہو سکتا ہے ..... حقیقی سعادت ..... خوشی اور کمال کو حاصل کر سکتا ہے اور اسی راستے پر چلنا اور منزل کو پانا ہی انسان کی زندگی کا اصلی ہدف ہے۔

لیکن مشکل یہ ہے کہ ہمارے سامنے صرف یہی راستہ نہیں ہے کہ اس کی نشاندہی کر دی جائے اور ہم وہ راستہ طے کر کے اپنی منزل تک پہنچ جائیں بلکہ ظلمت (تاریکی) ..... خدائی اصولوں سے انحراف ..... اور ہمیں ہماری منزل سے دور کرنے والے عوامل کثرت سے ہماری راہ میں رکاوٹ ہیں اور نہ صرف رکاوٹ ہیں بلکہ اتنے پر کشش و پر فریب اور دل کو اپنی جانب موہ لینے والے ہیں کہ راہ اسلام پر چلنے والا مسافر تردد میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں ..... "اس راستے پر قدم اٹھاؤں یا نہ اٹھاؤں ..... "اور اسی کیفیت میں انسان بعض اوقات غلط کو صحیح خیال کرنے لگتا ہے۔

انسان اس منزل پر کیا کرے کہ جب اس کے قدم لڑکھڑانے لگیں ..... انسان کیا کرے کہ اس کی راہ روشن اور اس کی جدوجہد صحیح سمت میں جاری رہے ..... اور انسان کیا کرے کہ وہ اپنی منزل آخر ..... جو قرب خدا اور کمالات کا حصول ہے ..... سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہ ہو۔

انسانی عزائم کو کمزور و متزلزل کرنے کے مقام پر نماز ہی وہ سہارا ہے جس کے ذریعے انسان باحفاظت اپنی منزل تک پہنچ سکتا ہے..... تردد و اشتباہ کی سیاہی و ظلمت

میں نماز ہی مینارہ نور ہے جو انسان کی راہ کمال کو روشن رکھتی ہے..... نماز ہی وہ میزان الہٰی ہے جو حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دیتی ہے..... اور یہ نماز ہی ہے جس کی وجہ سے انسان یاد خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے۔

اپنے مفاہیم کو سمیٹتے ہوئے ہم اپنے مقصد کو دوسرے الفاظ میں یوں بیان کر سکتے ہیں کہ انسان کی پوری زندگی کا خلاصہ روزانہ نماز میں اس کے سامنے آتا ہے ..... نماز ہی کیوجہ سے ہمارے دل کی کھڑکی سے خدا کے رابطے باد نسیم ہماری روحانی دنیا کو شاد وآباد رکھتی ہے اور ہمارے وجود کو حقیقت ..... انسانیت ..... اور روحانیت عطا کرتی ہے یا یوں کہیے کہ نماز کے چند الفاظ میں اسلامی فکر کی تمام باتیں اور مقاصد بطور خلاصہ موجود ہیں یا اسلام کے تمام بیانات کا نچوڑ نماز میں ہے یا نماز اسلام کا جوہر اصلی ہے۔

اس طریقے سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ نماز کو پانچ (۵) اوقات میں تقسیم کرنے کی کیا وجہ ہے اور اسی وجہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ نماز کی اہمیت کس قدر ہے "جیسے جسم کو قوت پہچانے کے لئے ہم ایک نظام کے تحت اسے غذا دیتے ہیں، اسی طرح ہماری روح کو بھی خدا تک پرواز کے لئے غذا کی ضرورت ہے تاکہ وتندرست وتوانا رہتے ہوئے تمام شیطانی قوتوں کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرسکے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ روح کا معاملہ ایسا نہیں ہے کہ ہم روح کو ایک دفعہ درس دے دیں یا ایک ہی دفعہ ہدایت کردیں جو ہمارے مرنے تک اس کے لئے کافی ہو بلکہ روح کا معاملہ بدن سے زیادہ حساس ہے یعنی روح کے لئے ضروری ہے کہ دن ورات میں ہر تھوڑی دیر بعد اسے غذا فراہم کی جائے۔

ایک بات تو یہ طے ہوگئی کہ نماز اسلام کے تمام اغراض و مقاصد کا خلاصہ ہے۔ نماز میں تلاوت قرآن بھی ہے جو نماز کے واجبات (۱۳) میں سے ہے۔ نماز، نمازی کو

---

(۱۳) نماز میں قرات واجبات غیر رکنی میں سے ہے۔ یعنی اگر جان بوجھ کر ترک کی تو نماز باطل اور اگر بھول کر ترک کی تو نماز درست ہے لیکن بعد ختم نماز دو (۲) سجدے سہو بجالانے ہونگے۔

قرآن کے مضامین (۱۴) سے آشنا کرتی ہے کہ قرآن کے مطالب میں غور کرو اور اپنی فکر کو فکر قرآن کے ساتھ مربوط کرنے کی کوشش کرو۔ بنیادی طور سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نماز میں جتنے افعال و حرکات ہیں سب اسلام کا نمونہ پیش کرتی ہیں البتہ مختصر طریقے سے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کے بدن، ان کی فکر اور انکی روحوں کو بھی ان کی خوش بختی اور کمال کے لئے استعمال کرتا ہے۔ نماز میں انسان کی تینوں چیزیں یعنی اس کا بدن، اس کی فکر اور اس کی روح مصروف ہوتے ہیں۔

بدنی حالت: ۔ ہاتھ، پیر، زبان کی حرکت، جھکنا، بیٹھنا اور خاک پر پیشانی رکھنا۔ یہ انسان کی بدنی حالت ہے۔

فکری حالت: ۔ ہم نماز کے مضامین اور نماز کے الفاظ کے بارے میں سوچتے ہیں جو نماز میں بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ مضامین اور الفاظ عام طور سے اشارہ کرتے ہیں کہ ہماری زندگی کا ہدف و مقصد اور اس کے وسیلے کیا ہیں یعنی نماز میں اسلام کا خلاصہ ہمارے ذہنوں سے گذرتا ہے۔

روحی حالت: ۔ نماز میں ہماری روح کا عالم یہ ہوتا ہے کہ نماز میں ہم خدا کو یاد کرتے ہیں جو ہماری روح کے کمال کا سبب ہے، نماز میں ہمارا دل..... باطنی کمالات..... اور اخلاق پاکیزگی کے لئے پرواز کرتا ہے اور نماز نہ صرف ہماری روح کی طہارت کرتی ہے بلکہ ہمارے دل کو فضول کاموں کی انجام دہی اور اسے بھٹکنے سے روکتی ہے او.

---

(۱۴) قال علی ابن موسیٰ ا: انما امر الناس بالقرائۃ فی الصلاۃ لئلا یکون القران مھجورا مضیعا وتکون مدروسا ویضمحل و لا یجھل۔

امام رضا نے فرمایا کہ۔ "لوگوں کو نماز میں قرآن (کے سورے) پڑھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ قرآن کو چھوڑ دیں اور قرآن برباد ہو جائے لہذا نماز میں قرأت قرآن کو ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ قرآن کمزور نہ ہو اور نہ ہی لوگ قرآن سے جاہل رہیں۔" (حدیث فضل بن شاذان)

یہ نماز ہی ہے جو ہماری روح میں خوف خدا کا بیج ڈالتی ہے۔

## نماز کو قائم کرنا نماز پڑھنے سے زیادہ اہمیت والا ہے

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ دنیا میں جتنے آئین اور جتنے لوگ ہیں، ہر ملت کی نماز ان کے نظریے کا خلاصہ ہوتی ہے چنانچہ اس بیان کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ نماز بھی ایسی ہی ہے اور اسلام نے جو نماز مقرر کی ہے اس میں روح و جسم ..... مادیت و روحانیت (معنویت) ..... اور دنیا و آخرت ..... کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ یہ نماز کی عظیم الشان خوبیاں ہیں جو اسلام نے بیان کی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک مسلمان نماز ادا کرتا ہے تو وہ اپنی تمام (مادی و روحانی) طاقتوں اور قوتوں کو اپنے وجود کے کمال کے لئے استعمال کرتا ہے یعنی وہ بیک وقت اپنی جسمانی ..... فکری ..... اور روحی ..... قوتوں کو اپنے کمال و ارتقاء کے لئے استعمال کرتا ہے۔

نماز پڑھنے والا اس دلیل کی وجہ سے ..... اپنی تمام (مادی و روحانی) صلاحیتوں اور قوتوں کے ساتھ خدائی راستے پر قدم بڑھاتا ہے ..... اور اپنے وجود میں سر اٹھانے والے شر کے جذبات ..... فساد کے میلانات اور انحرافات کا مشاہدہ کرتا ہے تو نماز کے ذریعے سے ان کو ترک کرتا جاتا ہے چنانچہ قرآن میں کئی مقامات پر نماز کو قائم کرنے کو کہا گیا ہے اور یہی دینداری کی پہچان اور علامت ہے اور اسی وجہ سے ہمارا یہ خیال ہوتا ہے کہ نماز کو قائم کرنا نماز کو پڑھنے سے زیادہ اہمیت والا ہے یعنی آیات قرآن میں جس کثرت کے ساتھ نماز کو قائم کرنے کا حکم آیا ہے اس کا مطلب فقط یہ نہیں ہے کہ ایک شخص صرف (ظاہری صورت اور آداب کے ساتھ) نماز پڑھ لے بلکہ حقیقتاً نماز کو قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نماز ہمیں جس سمت لے جانا چاہتی ہے ہم اسی سمت پیش قدمی کریں ..... جس منزل کی طرف ہماری توجہ مبذول کرانا چاہتی ہے ہم اس کے لئے بھرپور توجہ کریں ..... اور جن اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے آمادہ کرتی ہے ہم ان کے حصول کے لئے جدوجہد کریں یعنی ہم تمام نیک صفات اور تمام خیر و خوبیوں

کو حاصل کرنے کا عہد کریں جن کا خلاصہ نماز ہے یا دوسرے الفاظ میں یاد خدا اور اسلام کے بیان کردہ تمام مقاصد ہمارے دل میں قیام کریں اور یہ دوسروں کی زندگی میں بھی قیام کریں ۔ ہم بھی اسلام کے مقرر کردہ ہدف و مقصد کے حصول کے لئے جدوجہد کریں اور دوسرے بھی انہی مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں رہیں ۔

گویا نماز کو قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی کوشش کے ذریعے اپنے ماحول اور زندگی کی فضا کو ایسا بنائے کہ جیسا نماز ہم سے تقاضا کرتی ہے یعنی سب خدا کی تلاش و توجہ میں ہمہ وقت کوشاں ہوں، خدا پرست ہوں اور اس سمت اور اس راستے پر حرکت کریں کہ جس سمت اور جس راہ پر نماز ہمیں لے جانا چاہتی ہے ۔

پس ایک مومن ہو یا مومنین کا گروہ..... نماز کو قائم کرکے اپنی تباہی، گناہ کی طرف توجہات و میلانات اور فساد کی تمام کیفیات کو اپنی ذات سے ختم کر دیتا ہے اور نہ صرف اپنی ذات کو ان سے پاک کرتا ہے بلکہ اپنے ماحول اور معاشرے کو بھی پاک کرتا ہے ۔

یعنی ایک گروہ جب نماز قائم کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ خود کو تباہی و بربادی سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے ۔

نماز ان تمام کیفیات کو..... جو انسان کو اس کے مقصد و ہدف سے انحراف و بغاوت پر اکساتی ہیں..... ختم کر دیتی ہے، ہمارے گناہوں کو جلا دیتی ہے ۔ نماز ہی ہمارے اندرونی و بیرونی جوش و جذبات کے طوفانوں کو پرسکون کر دیتی ہے اور نفس کے ان عوامل کو..... خواہ شخصی و فردی ہوں یا اجتماعی..... بے جان کر دیتی ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ نماز فرد واحد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ ایک معاشرے کو بیہودہ اور ناپسندیدہ اعمال سے روکنے کا ذریعہ ہے ۔

## نیکی کے خلاف شیطان کی جنگ جاری ہے

زندگی کی دوڑ میں..... جہاں ہر طرف مختلف نوعیتوں کی کشمکش اور نیکی و بدی

ی جنگ و جدل جاری ہے..... ہمارا مقابلہ مختلف النوع مسائل سے ہوتا ہے اور ہمارا ذہن مختلف الجھنوں میں گھرا رہتا ہے۔ کاروبار حیات میں برائیوں کی نجاسات اپنے عروج پر ہیں یعنی تمام شیطانی قوتیں اپنے کل اسباب، بہترین انتظامات اور ہتھیاروں سے مسلح اپنی کمین گاہ سے انسانوں کو اپنے نشانے پر لئے ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بات پر قیام کیا ہوا ہے کہ جہاں بھی دیکھیں کہ لوگوں میں نیکی کا جذبہ ہے یا نیک اعمال کی طرف توجہات ہیں تو کسی نہ کسی طرح اسے نابود کر دیں اور اس "شجرِ طیّبہ" کو جڑ سے کاٹ دیں تاکہ وہ نیکی کا شجر معاشرے میں نشو نما نہ پاسکے۔

انسان کے انہی مقاصد کی پہلی حفاظتی دیوار کہ جس پر شیطانی قوتوں کا زیادہ ہجوم رہتا ہے انسان کا "عزم" اور "نفس کی قوت" ہے۔ شیطان کی دلی آرزو ہے کہ ہمارے عزم (مقصد و ہدف کو حاصل کرنے کی قوت قلبی) کو کمزور کر دے اور ہمارے نفس کی قدرت و طاقت نیست و نابود ہو جائے۔ چنانچہ انسان کی زندگی میں عزم اور قدرت نفس کا نہ ہونا یا کمزور ہونا اس بات کا پیش خیمہ ہوگا کہ شیطان ہمارے وجود پر اپنا تسلط جمالے اور ہماری صلاحیتوں اور کمالات کو برباد کر دے۔ شیطان انسان کے وجود کو ..... جسمیں صلاحیتیں، کمالات، خوبیاں اور علم و معرفت الہیٰ کے خزانے پوشیدہ ہیں..... اپنی چراگاہ بنالیتا ہے اور جب چاہے اس میں داخل ہو کر انسان کے گلشن معرفت کو ویران کر دیتا ہے اور اس طرح اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرتا ہے

وہ افراد جو اپنے زمانے اور تاریخ کے لئے خدا کے راستے پر ایک پیغام رکھتے ہوں اور نئے راستے پر چلنے کے خواہشمند ہوں..... ایسے افراد اور ان کے نظریے کی تباہی کے لئے شیطان زیادہ فکر مند رہتا ہے اور ان پر زیادہ حملے کرتا ہے تاکہ ان کے عزم و قدرت نفس کو کمزور کر دے۔ چنانچہ وہ افراد جو اپنی منزل تک پہنچنا چاہتے ہیں انہیں چاہیئے کہ اپنے عزم و ارادے کو مستحکم بنائیں تاکہ وہ شیطان کے حملوں کا دفاع کرتے ہوئے اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔

اسلام نے انسان کی حقیقی کامیابی و کامرانی اور اس کی معراج کے لئے جو نماز مقرر کی ہے، ہم اس میں اپنے آپ کو نصیحت کرتے ہیں اور اپنے دل کو بار بار یاد خدا

کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ نماز معمولی قوتوں کی مالک اور مادی کمالات کی حاصل شخصیت کو..... جس کے لئے تباہی کے خطرات ہر وقت اس کے سر پر منڈلاتے رہتے ہیں..... اس خدا سے مربوط کر دیتی ہے جس کی تمام صفات و کمالات کی کوئی حد نہیں ہے بلکہ حد یہ ہے کہ وہ تمام حدود سے مبرا ہے۔

یقیناً نماز ہی وہ پل ہے جس کے ذریعے ہمارا اور خدا کا رشتہ قائم ہوتا ہے اور نماز ہی کے ذریعے سے ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہم خود کو اس ذات سے قریب کرتے ہیں جو تمام جہانوں کی فکر کرنے والی ہے اور ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہماری قوت لامحدود و لازوال ہے۔ نماز کے ذریعے سے انسان کا خدا سے قریب ہونا اور خدا کی حاکمیت و طاقت پر بھروسہ کرنا ہم انسانوں کی تمام کمزوریوں اور تمام برائیوں کا بہترین علاج ہے اور ہمارے عزم و ارادے کو مضبوط و مستحکم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے لئے بہترین ٹانک ہے۔

## رسول اللہؐ اور نماز

رسول گرامی قدر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم..... جو اسلام کے عظیم آستانے میں تمام دنیا کی جاہلیت کے مقابل اپنے کندھوں پر مسئولیت اور ذمہ داری کا کوہ گراں محسوس کر رہے تھے..... کو حکم دیا گیا کہ خدا کو یاد کرو اور رات کی تاریکی میں نماز پڑھو

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝

(سورہ مزمل ۱ تا ۵)

"اے مزمل..... رات کو خدا کی بارگاہ میں قیام کرو مگر تھوڑی دیر۔ آدھی رات یا اس سے کم یا اس سے زیادہ اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو۔ ہم عنقریب تم پر ایک

بھاری بیان (کی ذمہ داری) ڈالنے والے ہیں "۔

اس عظیم ذمہ داری، قول ثقیل یا مقصد کے لئے سورہ مزمل کی ان ابتدائی آیات میں رسول خدا کو نماز شب پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہم اپنے مضمون کو آگے بڑھاتے ہیں تاکہ نماز کے بیانات میں توجہ کر سکیں اور اسی توجہ میں ہم نماز کے ترجے سے ..... جو مناسب ہونا چاہیئے..... آگے نہیں بڑھیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم علمی نقطہ نگاہ سے یہ تعلیم دینے کی کوشش کریں گے کہ نماز کا ہدف کیا ہے؟ اور حتی الامکان ہماری یہ بھی کوشش ہوگی کہ ہم انہیں بیان کرنے میں اپنے مقصد سے نزدیک تر ہوں۔

## ابتداءِ نماز

نماز کی ابتداء خدا کے نام، اس کی عظمت کی یاد اور اس چیز سے ہے کہ اس کی ذات کتنی بلند ہے اور اسکی ذات تمام انسانی فکروں سے بلند تر ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ...... خدا سب سے بزرگ ہے۔

نماز گذار اس جملے کے ساتھ خدا سے اپنے راز و نیاز کو شروع کر دیتا ہے۔
اللہ اکبر ...... خدا بزرگ تر ہے۔ خدا اس سے بھی اونچا ہے کہ کوئی اسکی تعریف و توصیف بیان کرے۔ خدا تاریخ عالم کے تمام خداؤں سے بزرگ تر ہے بلکہ خدا ان کی قدرتوں اور ظاہر طاقتوں سے بھی بزرگ تر ہے کہ جن سے انسان خوف کھاتا ہے یا جن سے لالچ رکھتا ہے اور خدا اس سے بھی بلند و اعلیٰ ہے کہ خدا کی جو سنتیں مقرر ہیں، اور اس کے قوانین جو کائنات میں جاری و ساری ہیں، کوئی ان کو توڑ سکے۔
اگر انسان ان خدائی سنتوں کی معرفت اور ان پر اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہوئے اپنے مقصد اور اپنی تلاش کا انتخاب کیے ہوئے ہو اور اس کا خیال ہو کہ خدا بہت عظیم اور بزرگ ہے تو وہ اپنے دل میں ایک " طاقت " کا احساس کرے گا اور امید سے بھر

پورا احساس کرے گا کہ اسے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی جدوجہد میں خدا کی مدد ضرور شامل ہوگی اور اس کے کاموں کا انجام یقیناً نیک اور کامیاب ہوگا اور اس طرح وہ مستقبل کی زندگی اور آنے والے راستے پر نیک خیالات سے بھرپور نگاہ ڈالے گا چنانچہ نماز پڑھنے والا لفظ..... اللہ اکبر کے ادا کرنے کے بعد عملاً نماز میں داخل ہوجاتا ہے۔ پس اسے چاہیے کہ اس قیام کی حالت میں سورہ حمد کے بعد قرآن کے ایک مکمل سورے کی تلاوت کرے۔

☆

# سورۂ حمد

## بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

"خدا کے نام کے ساتھ جو رحمان و رحیم ہے"۔

ابتدا۔ اس خدا کے نام کے ساتھ ہے جو ایسی رحمت رکھتا ہے جو تمام عالم پر سایہ افگن ہے اور ایسی رحیمیت (مہربانی) والا ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

قرآن کے ہر سورے کی ابتدا۔ اسی جملے سے ہے اور اسی جملے سے نہ صرف نماز کی ابتدا۔ ہوتی ہے بلکہ ایک مسلمان کے تمام کاموں کی ابتدا۔ اور آغاز نام خدا سے ہوتا ہے۔ انسان کی زندگی، اس کے تمام معاملات اور اس کی زندگی کے تمام جلووں کی ابتدا۔ خدا کے نام سے ہے۔ مسلمان خدا کے نام سے اپنے دن کو شروع کرتا ہے اور خدا ہی کے نام سے اپنے روزمرہ کے امور کو انجام تک پہنچاتا ہے..... وہ خدا کے نام اور اس کی یاد کے ساتھ بستر میں داخل ہوتا ہے اور اسی ذات سے مدد طلب کرتے ہوئے بستر سے سر اٹھاتا ہے..... اور اپنے نئے دن کے کاموں کو دوبارہ خدا کے نام سے شروع کر کے انہیں پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے بلکہ اپنے خدا کی یاد سے اس دنیا سے آنکھیں بند کرتا ہے اور ہمیشہ رہنے والی زندگی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

## اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝

"تعریف و توصیف صرف اس خدا کے لئے ہے جو پوری دنیا اور تمام کائنات کا پالنے والا ہے۔"

## سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں

تعریف و توصیف کی جتنی بھی قسمیں ہیں وہ سب خدا کے لئے مخصوص ہیں کیونکہ

کائنات میں جتنی عظمتیں وجود رکھتی ہیں ان سب کا خالق خدا ہے اور جتنی رحمتیں ہیں وہ سب خدا کی طرف سے ہیں۔ خداوند عالم کی ذات میں تمام اعلیٰ صفات جمع ہیں اور تمام نیکیاں اور نیک کام جو ہم دنیا میں دیکھ رہے ہیں ان سب کا سرچشمہ اسی کا وجود ہے۔ لہٰذا خدا کی تعریف کرنا نیکیوں اور نیکوکاروں کی تعریف کرنا ہے اور خدا ہی کی تعریف کرنے کی وجہ سے ہماری کوشش اور جدوجہد کو..... جو نیک بننے اور نیک خواہشات کی تکمیل کے لئے ہے، اپنے انجام تک پہنچنے کا راستہ مل جاتا ہے۔

اگر کوئی انسان خود میں اچھی صفت دیکھے یا قابل تعریف کردار محسوس کرے تو وہ جان لے کہ اس میں موجود وہ نیکی اور خوبی خدا کی رحمت کا فیض اور اس کا لطف و کرم ہے اس لئے کہ یہ صرف خدا ہی کی ذات ہے کہ جس نے انسانوں کی فطرت کو نیکیوں پر قائم کیا ہے (۱۵) اور یہ بھی خدا ہی کا کام ہے کہ جس نے انسان کے باطن میں پوشیدہ صلاحیتوں کو ایسا بنایا ہے کہ اس کا باطن ہمیشہ ایسی فکر میں رہتا ہے کہ ان تمام نیکیوں اور صلاحیتوں کو..... جن کا سرچشمہ خدا کی ذات ہے۔ کمال تک پہنچائے اور یہ بھی خدا ہی کی ذات ہے جس نے انسانوں کو ایک اور قدرت دی ہے جسے ہم تصمیم یا مصمم (پکا) ارادہ کہتے ہیں یعنی کسی کام کو کرکے ہی چھوڑنا یا کسی کام کو اس کے انجام تک پہنچانے کا عزم۔ یہ انسان کے لئے ایسا سرمایہ ہے جس کے ذریعے سے انسان نیک بننے کیلئے اور نیک اعمال کے راستے پر قدم بڑھاتا ہے۔

## خدا عالمین کا پالنے والا اور اُنہیں کمال تک پہنچانے والا ہے

انسان اپنے اس خیال سے..... کہ جو رحمت و خوبی دنیا میں ہے وہ سب خدا کی

---

(۱۵) فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔

"یہ خدا ہی کی فطرت ہے کہ جس پر انسانوں کی فطرت کو بنایا گیا ہے۔" (روم ۳۰)

طرف سے ہے..... اپنی ذات کی اچھائیوں میں گم نہیں ہوجاتا ہے اور نہ ہی اپنی ذات کے شاندار ہونے کا خیال کرتا ہے۔ اگر انسان میں نیک بننے اور کمالات حاصل کرنے کی توجہ ہوگی تو اس کی وجہ سے اس کی توجہ اس بات کی طرف بھی ہوگی کہ وہ اپنا وقت ضائع نہ کرے یا بیہودہ حرکات میں وقت نہ گذارے اور اسی طرح یہ بھی خیال ہوگا کہ وہ نیکی کی صلاحیتوں اور قوتوں کی حفاظت و پاسداری بھی کرے۔

نماز پڑھنے والا جب عبادت میں کہتا ہے کہ رب العالمین..... وہ تمام (عالمین) جہانوں کا رب ہے یعنی کائنات میں جتنی دنیائیں اور لوگ وجود رکھتے ہیں وہ ان سب کا رب ہے اور ہم قبول کرتے ہیں کہ کائنات میں یہی ایک دنیا نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ اور بہت سی دنیائیں ہیں۔ یہی ایک جہان نہیں ہے بلکہ اور بہت سے پوشیدہ جہان اس کائنات کا حصہ ہیں اور ان تمام دنیاؤں اور جہانوں کا تعلق ہم ہی سے ہے ..... سب کے سب آپس میں ایک دوسرے سے منسلک ہیں..... سب کو خدا نے خلق کیا ہے..... اور وہی سب کو کمال تک پہنچا رہا ہے۔

نماز پڑھنے والا اس بات کا احساس کرتا ہے کہ اس دنیا کے علاوہ اور بہت سی دنیائیں ہیں جبکہ اس سے قبل وہ نہ صرف خود کو اس دنیا تک محدود خیال کرتا تھا بلکہ اس کی زندگی کا نظریہ بھی مادیت کی قید میں تھا لیکن رب العالمین..... کہنے کے بعد اسے یہ خیال ہوتا ہے کہ ہماری اس دنیا کے علاوہ آگے اور بھی دنیائیں اور جہان پھیلے ہوئے ہیں..... جو میرا خدا ہے وہی ان جہانوں اور دنیاؤں کا خدا ہے اور ایسی فکر کی وجہ سے اسکی اپنی دنیا سے متعلق تنگ نظری ختم ہوجاتی ہے اور محدودیت کا حصار ٹوٹ جاتا ہے..... اس کی کوتاہ نظری کے خاتمے کے ساتھ ساتھ اس میں جرأت اور خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ کائنات میں پوشیدہ رازوں کی تلاش شروع کردیتا ہے اور انسان اس خدا کی..... جو تمام جہانوں اور دنیاؤں کا پالنے والا اور انہیں کمال تک پہنچانے والا ہے..... بندگی سے عظمت کا احساس کرتا ہے کہ میں خدائے لاشریک کا بندہ ہوں۔

آیت..... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ..... کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ نمازی کی

توجہ اس بات کی طرف بھی ہوتی ہے کہ کائنات کے تمام موجودات ...... انسان حیوان ...... جمادات ...... گھاس ...... پھوس ...... تمام آسمان ...... اور ان کے علاوہ اس کائنات میں پوشیدہ ان گنت دنیائیں اور جہان ...... جو ہمارے ادراک کی رسائی سے بہت آگے ہیں ...... سب خدا کی بندگی اور اطاعت کرنے والے ہیں اور خدا ہی ان کی تربیت کرنے والا ہے اور ان کو کمال تک پہنچانے والا ہے۔

ان تمام خیالات کے ساتھ نمازی یہ بھی خیال کرتا ہے کہ میرا خدا نہ تو کسی خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ہی وہ کسی نسل وملت سے ہے بلکہ رب العالمین ہے کہ بندہ یہ خیال کرتا ہے کہ خدا صرف انسانوں کا ہی تربیت کرنے والا نہیں ہے بلکہ وہ تو ایک چیونٹی اور ایک معمولی سی گھاس کا بھی خدا ہے اور خدا ہی کی تربیت کی وجہ سے تمام آسمان، کہکشائیں اور سیارے اپنی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ نماز پڑھنے والا اس حقیقت کو بھی درک کرتا ہے کہ میں تنہا نہیں ہوں بلکہ دنیا میں جتنے ذرات ہیں وہ سب ایک غرض کے تحت میرے ساتھ زندگی کے سفر میں شامل ہیں، دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیزیں سب خدا کی تربیت کے زیر سایہ میرے ساتھ اپنے اپنے کمال کی طرف گامزن ہیں اور اس طرح خدا دنیا کے تمام انسانوں کی ایک ساتھ تربیت کر رہا ہے ...... ہم سب کے سب شاہراہ حیات پر ایک دوسرے کے بھائی اور ہمسفر ہیں ...... اور یہ کاروان عظیم ...... جسمیں کائنات کے ذرے سے لیکر کہکشاؤں سمیت سب جاندار، حیوان و انسان شامل ہیں ...... خدا کے مقرر کردہ ہدف کے تحت ایک ہی راہ پر ایک ہی سمت رخ کئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

نمازی جب اس ربط و تعلق کا احساس کرتا ہے تو اس کی وجہ سے تمام موجودات کی نسبت خود کو ذمہ دار اور مسئول سمجھتا ہے کہ میری ڈیوٹی یہ ہے کہ میں انسانیت کی خدمت کروں، اور ان کی خدمت ان کی ہدایت اور زندگی کے امور میں ان کی امداد کرنا ہے۔ اور وہ یہ بھی خیال کرتا ہے کہ میں سمجھوں کہ کون سی چیز کس لئے بنائی ہے؟ ان کا صحیح راستہ کون سا ہے؟، وہ کن مقاصد کے تحت دنیا میں آئی ہیں؟ اور وہ توجہ کرتا ہے کہ تمام موجودات کو اس راستے پر چلنا چاہئے جس میں خدا کی غرض ہو

# اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

"خدا رحمان ورحیم ہے۔"

## رحمتِ عام اور رحمتِ خاص

خدا کی ایک رحمت..... رحمت عام ہے جو مختلف شکلوں میں دنیا میں وجود رکھتی ہے اور ان میں سے ایک شکل وہ طاقتیں اور قوانین ہیں جو حیات کی پیدائش کا سبب ہیں اور جن کے ذریعے اس کرہ ارض پر حیات کا وجود اور اس کی بقاء ہے۔ خداوند عالم کی یہ رحمت عام کائنات کے تمام موجودات پر چھائی ہوئی ہے۔ کائنات کی تمام چیزیں اور انسان..... جب تک موت کی دہلیز پر نہیں پہنچتے..... ہر آن وہر لحظے خدا کی رحمت رحمانیت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

جبکہ دوسری طرف خدا کی وہ رحمت ہے جو ہر ایک کے لئے مخصوص ہے۔ خداوند عالم کی یہ رحمت، ہدایت اور اعلیٰ کاموں میں نصرت خدا کی رحمت ہے، اجر اور اس کی خاص محبت کی رحمت ہے جو خدا انہی بندوں کو عنایت کرتا ہے جن میں ان کی لیاقت وصلاحیت ہوتی ہے اور جو کمالات کے لائق اور نیک انسان ہیں۔ خداوند عالم کی یہ رحمت بھی اسی دنیا سے انسان کے شامل حال ہوجاتی ہے۔ اس نورانی رحمت کا اثر قابل موجودات اور نیک انسانوں میں موت تک اور بعد از موت قیامت تک باقی رہتا ہے یہاں تک کہ انسان اپنی منزل آخر تک پہنچ جاتا ہے مگر خدا کی یہ رحمت اس کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ یہ خدا ہی کی ذات ہے جو تمام موجودات پر رحمت کرنے والی ہے اگر چہ کہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو اور یہ بھی خدا ہی کی ذات ہے جس کی رحمت ہمیشہ رہنے والی ہے اور ہر انسان میں موجود لیاقت وصلاحیت کے اعتبار سے اس کے لئے مخصوص بھی۔

ہمارا نماز میں یاد کرنا کہ ہمارا پروردگار رحمت والا ہے یا تلاوت قرآن سے قبل نماز کے آغاز میں..... یا کسی بھی سورے کو شروع کرنے سے پہلے خدا اور اس کی رحمت کو یاد کرنا..... ہمیں متوجہ کرتا ہے کہ خدا کی محبت و مہربانی اس کی نمایاں ترین صفات ہیں جو کائنات کی تخلیق اور اس کے وجود کی ابتداء ہی سے ہر ایک کے ساتھ شامل ہیں اور اس کے برخلاف اس کی دوسری صفات یعنی اس کا قہر و غضب ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو خدا کے دشمن اور فساد و تباہیاں پھیلانے والے ہیں۔ اس کی رحمت رحمانیت چار سو پھیلی ہوئی ہے جو تمام موجودات اور ہر ذی حیات تک پہنچ کر رہے گی (۱۶)۔

## مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

"خدا قیام کے دن کا مالک اور صاحب اختیار ہے۔"

روز جزا..... وہ دن ہے جب زندگی ختم ہو جائے گی ..... آخرت کا دن ہے جس کے لئے لوگ اپنے انجام کی فکر میں رہتے ہیں۔ مادی خیالات رکھنے والا مادہ پرست جو منکر خدا ہے، وہ اور خدا پرست دونوں ایک خاص مقصد کے تحت اپنے اپنے انجام تک پہنچنے کے لئے کوششیں کرتے ہیں لیکن دونوں کی جد وجہد اور کوشش میں فرق یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک نے اپنی عاقبت و انجام کو دو مختلف اور متضاد

---

(۱۶) وَرَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ "اور میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔"
(اعراف ۱۵۶)

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ "اس نے اپنے نفس پر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔"

یامن سبقت رحمتہ غضبہ۔ "اے وہ ذات جس کی رحمت اس کے غضب سے آگے ہے"۔ (دعائی مؤثور)

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ "اے خدا میں تجھ سے تیری اس رحمت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جو ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ (دعائے کمیل)

نظروں سے بچھا ہے۔

## خُدا پرست اور مادہ پرست

مادی خیالات کا پَیرَو انسان اس کی فکر میں رہتا ہے کہ اسے اپنی جدوجہد اور کوشش کا نتیجہ اگلے گھنٹے میں کیا ملے گا؛ یعنی اس کی تمام جدوجہد اور کوششوں کا دائرہ صرف آنے والے دن، سال یا چند اور سالوں تک محدود ہے کہ ان آنے والے دنوں یا سالوں میں وہ اپنی جدوجہد اور کوشش سے کیا منزل پانے والا ہے؛ جبکہ اس پر یہ حقیقت روز روشن کی مانند عیاں ہے کہ اس کی جدوجہد اور کوشش کا نتیجہ بڑھاپا، بدن و قوت کی ضعیفی اور انتہائی عمر کی افسردگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور اس کی زندگی کی محنتوں اور مشقتوں کا انجام صرف بڑھاپے کی سرد آہیں، گذشتہ زندگی پر افسوس اور نالہ ہائے غم ہیں لیکن خدا پرست انسان کی نگاہیں اس دنیا کے پار اپنی منزل حقیقی تک دیکھتی ہیں، اس کے خیالات کا دائرہ چند گھنٹوں کے مختصر سے شب و روز اور چند سالوں کی دنیا سے بہت وسیع اور اس کی منزل بہت آگے ہوتی ہے۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

نہ تو خدا پرست کی دنیا اس مادی دنیا تک محدود ہے اور نہ ہی اس کا نظریہ زندگی اس فانی دنیا کے حصار میں ہے بلکہ اس کی دنیا، اس کی زندگی اور اس کا جہان مادہ پرست کی دنیا سے ہزار ہا درجہ بلند ہے جس کا تصور ممکن نہیں۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

اسی طرح خدا پرست کا مستقبل لامحدود زندگی پر قائم ہے۔ ایسا انسان..... جو ہمیشہ کی زندگی کا خواہش مند اور متلاشی ہے.... آخر وقت تک اپنی جدوجہد اور

کوشش سے ہاتھ نہیں اٹھائے گا اور نہ ہی ہمت ہارے گا۔

اگر کوئی انسان یہ خیال کرتا ہے کہ موت سے نہ تو امیدیں ختم ہوتی ہیں اور نہ ہی زندگی کے اعمال کا انجام و نتیجہ منقطع ہوتا ہے تو وہ اپنی زندگی کے آخر لمحات تک اسی جوش و جذبے، تحرک و استقلال اور پامردی سے جن سے اس نے اپنے کاموں کا آغاز کیا تھا۔ اپنے کام اور جدوجہد کو جاری رکھے گا اور اپنی زندگی کے آخری سانسوں تک خدا کے پسندیدہ اعمال و افعال سے خود کو آراستہ کرتا رہے گا۔

نماز میں یہ یاد کرنا کہ.... مرنے کے بعد ہمیں اٹھانے والا، ہمیں ہمارے اعمال کی جزا دینے والا اور صاحب اختیار صرف خدا ہی ہے.... نماز پڑھنے والے کی زندگی کو صحیح ڈگر پر لے جاتا ہے اور اس کے تمام امور کا رخ خدا کی طرف موڑ دیتا ہے چنانچہ وہ اپنے تمام امور کو خدا ہی کے لئے انجام دے گا اور اپنی پوری زندگی کو صرف خدا ہی کی راہ میں خرچ کرے گا اور ان تمام امور کے ذریعے سے اس کی یہ کوشش ہوگی کہ وہ کمالات حاصل کرے اور اس کی "بشریت".... انسانیت کی معراج (۱۷) حاصل کرے اور یہی وہ راستہ ہے جس کو خداوند عالم نے انسانوں کے لئے پسند کیا ہے۔ دوسری جانب ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بیہودہ افکار سے انسان کا بھروسہ ختم ہو جائے گا، وہ بے بنیاد و بے حقیقت امیدوں سے اپنا دامن چھڑانے لگے گا اور اس کی خدا سے امید قوی ہوگی کہ خدا ہی سب کچھ دینے والا ہے اور اس طرح اپنے عمل پر اس کا بھروسہ بڑھ جائے گا۔

## خدا عالم و عادل ہے

اس مادی زندگی میں فرسودہ نظریات، باطل نظام اور ناجائز راستے موجود ہیں کہ سست مزاج اور فرصت طلب لوگوں کے لئے ایسے انتظام ہیں کہ وہ دھوکے، ریا،

(۱۷) تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیے ڈاکٹر علی شریعتی شہید کی کتاب۔ "چہار زندان انسان"۔ ناشر۔ ادارہ احیاء تراث اسلامی کراچی۔

جھوٹ، چال بازی، فریب اور الٹی سیدھی باتیں کر کے اپنے لئے دنیا کا سامان حاصل کر لیتے ہیں لیکن یہ سب اسی دنیا تک محدود ہے کہ انسان بغیر عمل اور بغیر کوشش کے نتیجہ حاصل کر لے یا غاصبانہ طریقے سے اپنی پست خواہشات کی تکمیل کر لے لیکن نماز پڑھنے والے کو معلوم ہے کہ وہ "دنیا" کہ جس میں اس کے تمام اعمال و افعال پر سخت گرفت کرنے والا خدا ... عالم و عادل ہے کہ جسے دھوکہ دینا اور اس کے نظاموں سے بچ نکلنا (۱۸) ناممکن ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ خدا کسی بھی بے عمل شخص کو ذرہ برابر فائدہ اور اجر دینے والا نہیں ہے۔

سورہ حمد کے اس آدھے حصے میں اس پروردگار کی تعریف ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اس طرح اس میں بعض اہم صفات خدا کا ذکر ہوا ہے۔ اس سورے کے بقیہ حصے میں بندگی کا اظہار اور ہدایت کی طلب ہے اور اس بقیہ حصے میں بھی بعض اہم توجہات میں یعنی اسلام کی حقیقی آئیڈیالوجی کیا ہے؟ ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ

"ہم فقط تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔"

## غیرِ خدا کی بندگی سے انکار

ہمارا پورا وجود ..... ہماری جسمانی ..... روحانی ..... اور فطری قوتیں سب خدا کے اختیار میں ہیں اور ہم ان قوتوں کو صرف اس کے حکم کے مطابق اور فقط اسی کی

---

(۸) قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

کہہ دیجئے اے رسول موت وہ ہے جس سے تم بھاگتے ہو سو وہ تم سے ضرور ملے گی اور تم اس خدا کی طرف پھیر دیئے جاؤ گے جو ہر چھپی اور کھلی بات کا جاننے والا ہے اور جو کچھ تم دنیا میں کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا۔

خوشنودی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

نماز پڑھنے والا یہ جملہ ادا کر کے اس چیز کو اپنے دل سے نکال دیتا ہے کہ وہ خدا کے علاوہ کسی اور کے سامنے سر جھکائے گا..... نہ دل کی طاقتوں کو غیر از خدا کے سامنے جھکائے گا..... اور نہ ہی اپنے اعضاء و جوارح سے غیر خدا کی بندگی کرے گا اور اسی طریقے سے وہ ان سب کی بندگی کو رد کر دیتا ہے جو اس سے اپنی اطاعت کے خواہشمند ہوتے ہیں۔

تاریخ میں ایسے لوگوں کا وجود ملتا ہے جو خود کو بشریت کی فلاح کا ذمہ دار ٹہراتے تھے مگر انہوں نے لوگوں کو مختلف طبقات میں بانٹ دیا۔ تاریخ میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں کہ بلند و بانگ دعوے کرنے والے اپنی اپنی رعایا اور اور قوموں کو اپنے ہی بنائے ہوئے نظاموں کی بندگی پر مجبور کرتے اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے انہیں اسیر و مقید رکھتے تھے (۱۹)۔

ہم نماز میں یہی کہتے ہیں کہ ہم ان میں سے کسی کو قبول کرنے والے نہیں ہیں۔ نماز پڑھنے والا یہ نہیں کہتا ہے کہ میں تیری عبادت کرتا ہوں بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ نعبد ..... ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ ہم سب اور تمام مومنین صرف خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے اور صرف اسی کے احکام کی پابندی کرنے والے ہیں اور ہمارا درجہ اس سے بہت بلند ہے کہ ہم خدا کے نظام کے علاوہ کسی اور نظام کو قبول کریں یا غیر از خدا کی اطاعت کریں۔

تقدیر کے پابند ہیں جمادات و نباتات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

---

(۱۹) يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ

تم کو بری مار دیتے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔"

(البقرہ ۴۹)

خلاصہ یہ کہ نماز پڑھنے والا یہ اعلان کر کے خدا کی بندگی کو قبول کرتا ہے اور انسانوں کی بندگی و اطاعت سے خود کو دور کرتا ہے اور اس طرح خود کو ان لوگوں کے راستے پر ڈال دیتا ہے جو خدا کے لئے کام کرنے والے ہیں اور حقیقتاً خود کو انہی میں سے قرار دیتا ہے۔

یہ اعتراف و قبول کرنا کہ بندگی صرف خدا اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے ہونی چاہیئے نہ صرف اسلام کے اہم ترین بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول ہے بلکہ قوانین الہی کی بنیاد بھی اسی اصول پر ہے یعنی بندگی فقط خدا کے لئے ہو یعنی جب الہ (معبود) ہونا چاہیئے اور خدا کے علاوہ کوئی بھی عبادت و بندگی کے قابل نہیں ہے۔

## باطل نظریہ

ایسے افراد کا وجود ہر زمانے میں رہا ہے کہ جنہوں نے اس نظریہ زندگی کو حقیقی معنوں میں درک نہیں کیا اور اس کے مطالب و مفاہیم کو غلط انداز سے سمجھنے کے سبب، تو اسے چند باتوں تک محدود کر دیا اور عملی زندگی میں اطاعت خدا کا مفہوم غلط سمجھتے ہوئے غیر خدا کی بندگی کرنے لگے۔

ان لوگوں نے یہ گمان کیا کہ عبادت خدا کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ اس کو مقدس سمجھا جائے اور عبادت کے لئے اس کے سامنے سر جھکایا جائے لہذا انہوں نے خدا کی بارگاہ میں صرف نماز پڑھنے، دعا مانگنے اور سجدے کی ادائیگی کو ہی عبادت خدا گردانا اور اس بات سے مطمئن ہوگئے کہ ہم خدا کے علاوہ کسی اور کی بندگی نہیں کرتے کیونکہ بندگی تو فقط نماز، سجدے اور دعا کا نام ہے اور ہم سب کا بھی یہی حال ہے۔

ہمیں آگاہ ہونا چاہیئے کہ عبادت و بندگی صرف نماز، اور دعا کا نام نہیں ہے بلکہ عبادت و بندگی کے معنی بہت زیادہ وسیع ہیں۔ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں

عبادت و بندگی بلند پایاں معنی کی حامل ہے۔ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں عبادت کے معنی یہ ہیں کہ ہم خدا کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے سامنے سر تسلیم خم کردیں اور خدا کے فرمان کے علاوہ ہر کسی کے فرمان کو..... خواہ وہ کسی کا بھی ہو..... کوئی بھی قانون و نظام ہو..... خواہ کسی کی بھی طرف سے ہو..... کتنی ہی بڑی اور زبردست طاقت اس کی مالک کیوں نہ ہو..... یا جس کسی کی بھی طرف ہمیں دعوت دی جائے یا مجبور کیا جائے..... ہم ماننے سے انکار کردیں کہ ہم کسی کے قانون کو قبول کرنے والے نہیں ہیں بلکہ ہم صرف خدا کے فرمان و قانون کی اطاعت کرنے والے ہیں

اس بیان پر وہ تمام لوگ..... جو الٰہی نظام کے علاوہ لوگوں کے نظاموں کو قبول کریں اور دوسروں کے جاری کردہ احکام و قوانین کے سامنے سر جھکا دیں..... ان نظاموں اور انسانوں کے بندے اور عبادت گذار کہلائیں گے۔ دوسروں کی عبادت کے ساتھ ساتھ اگر انہوں نے اپنی زندگی کا کچھ حصہ خدا کی عبادت و بندگی کے لئے رکھ چھوڑا کہ انفرادی یا اجتماعی زندگی میں خدا کے قانون و فرمان پر عمل کرینگے تو ایسے لوگ مشرک کہلائیں گے یعنی خدا کی عبادت و اطاعت بھی کرتے ہیں اور زندگی کے بعض معاملات اور امور میں دوسروں کی بھی بندگی کرتے ہیں اور اگر یہ لوگ اپنے تمام امور اور معاملات میں غیر از خدا کے مرتب کردہ اصول و قوانین کے مطابق عمل کرتے رہے اور خدا کی بندگی کی طرف ذرہ برابر توجہ نہ کی تو یہ کافر کہلائیں گے یعنی جنہوں نے خدا کی واضح اور اظہر من الشمس حقیقتوں اور اس کی روشن نشانیوں کا بصارت قلبی سے مشاہدہ نہیں کیا اور نہ ہی انہیں قبول کیا اور اپنی عملی اور اعتقادی زندگی میں اس کے انکاری رہے۔

اسلام کے اس نظریے کے مطابق ہم باآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ خدا کی طرف سے نازل کردہ ادیان میں سب سے پہلے جس شعار کی طرف دعوت دی گئی اور جس بات سے روشناس کرایا گیا وہ یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہیں ہے کوئی معبود سوائے خدا کے کا اقرار کرو۔ لیکن اس کے کہنے کا مقصد کیا ہے اور اس کے ذریعے سے وہ کن

باتوں کا خواہش مند ہے اور وہ کس سمت رخ کروانا چاہتا ہے؟

حقیقت بندگی اسلامی مدارک اور قرآن و حدیث میں متواتر اور مسلسل آئی ہے اور روز روشن کی مانند عیاں ہے کہ غور و فکر کرنے والے اور بافہم و ہوشمند افراد کے لیئے ذرہ برابر شک و تردد نہیں ہے کہ خدا یہ چاہتا ہے کہ زندگی کے تمام امور میں صرف اسی کے احکام پر عمل کیا جائے۔ ہم یہاں نمونے کے طور پر قرآن سے دو آیات اور امام جعفر صادقؑ کی ایک حدیث نقل کر رہے ہیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ......O

"ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علما اور مقدس لوگوں کو اپنا رب بنا لیا اور عیسیٰ ابن مریمؑ کو بھی اور جبکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ یہ سب نہ کریں بلکہ اپنے معبود واحد کی عبادت کریں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے۔

(توبہ ۳۱)

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ج ......O

"اور وہ لوگ جو طاغوت سے بچتے ہیں کہ اس کی بندگی کریں اور انہوں نے اپنا رخ (توجہ) اللہ کی طرف کیا ہوا ہے۔ انہی لوگوں کے لئے بشارت (خوشخبری) ہے۔"

(زمر ۱۷)

روی ابوبصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ قال:
"انتم ھم ومن اطاع جابرا فقد عبدہ"

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ امام نے فرمایا..

(حضرت کا یہ خطاب اپنے زمانے کے شیعوں سے تھا) تم ہی لوگ ہو کہ جنہوں نے اپنے آپ کو طاغوت کی عبادت سے الگ کر لیا اور جس کسی نے ظالم کی اطاعت کی پس اس نے اس ظالم کی بندگی کی (۲۰)۔"

وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝

اور فقط تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

## جھوٹے خدا ہماری کیونکر امداد کر سکتے ہیں؟

وہ تمام لوگ جو خود ساختہ خدا ہیں اور لوگوں پر اپنی خدائی کا دعوی کرنے والے ہیں، ہمیں ان سے کوئی توقع نہیں ہے کہ وہ ہماری حمایت و امداد کرینگے۔یہی

وہ لوگ ہیں جو خود کو احکام خدا کی اطاعت سے ہٹانے والے ہیں اور جب یہ خدا کی اطاعت اور اس کے راستے پر چلنے کو تیار ہی نہیں تو پھر یہ خدا کے بندوں اور اس کی راہ پر چلنے والوں کو کیونکر امداد کرینگے؟

خدا کا راستہ تو وہی ہے جسے خدا کے پیغمبروں نے لوگوں کو متعارف و روشناس کرایا ہے اور وہی راستہ ہے جو حق و عدالت کی طرف ہے تاکہ لوگوں میں بھائی چارہ اور دلبستگی قائم رہے۔ انسان کی قدر و قیمت کو سمجھا جائے۔ کسی کو کسی پر (بلاجواز) ترجیح و سبقت نہ دی جائے۔ کسی پر ظلم و ستم نہ ہو اور کسی کو چھوٹا یا بڑا نہ سمجھا جائے جبکہ اس نظام کے مدمقابل چند خود ساختہ خدا ہیں جو اپنی خدائی کے دعوے دار ہیں اور اپنی شرمناک زندگی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے اور ظلم و زیادتی سے دنیاوی فائدے حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اس بات کا بیڑہ اٹھایا ہے کہ عدل و انصاف کے تمام سرچشموں کو ختم اور انسانوں کی بھلائی کے تمام قیمتی سرمایوں کو برباد کر دیں

---

(۲۰) تفسیر نور الثقلین۔ ج ۵، ص ۱۴۸۱ سورہ زمر۔ آیت ۱۸ کے ذیل میں)

جب ان خود ساختہ خداؤں کے یہ افکار ہیں تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ یہ لوگ ایک خدا کی بندگی کرنے والوں کی حمایت و نصرت کریں!

یہ تو وہ لوگ ہیں جو بندگان خدا کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں بلکہ فائدے حاصل کرنے کے لئے کبھی ان سے صلح کرنے والے نہیں ہیں بلکہ لوٹ مار، ظلم کرنا اور بے امنی پھیلانا انہی کا شیوہ ہے۔ پس ہم خدا ہی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اپنی عقل، فہم اور ارادے سے ..... جو خدا نے ہمیں ودیعت کیے ہیں ..... اور ان تمام سامان و اسباب سے ..... جو خداوند عالم نے ہمیں زندہ رہنے اور زندگی گذارنے کے لئے عطا کیے ہیں ..... فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کی سنتیں اور فطری قوانین جو تاریخ میں دوہرائے گئے ہیں اگر ہم ان ہی نظاموں کو سمجھیں تو ہماری فکر اور ہمارا عمل خدا کے راستے پر چل پڑے گا اور اسی طرح خدا کی وہ تمام چیزیں جو خداوند عالم نے خلق کی ہیں، خدا کے سپاہی ہیں جو انسانوں کی مدد کرتے ہیں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

"(خداوندا) ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما(۲۱)۔"

## ہدایت..... انسان کی سب سے بڑی حاجت

انسان کی سب سے بڑی حاجت "ہدایت" ہے کہ اس سے بڑھ کر انسان کی کوئی اور حاجت نہیں ہے اور اگر ہدایت سے اعلیٰ ترین کوئی اور حاجت ہوتی تو بے شک اسے سورہ حمد میں بیان کیا جاتا۔ لیکن چونکہ سورہ حمد قرآن کا دیباچہ ہے اور نماز کا اہم ترین رکن (جز) ہے لہذا "ہدایت" کو سورہ الحمد میں بطور دعا ذکر کیا گیا ہے اور خدا سے اسے طلب کرنے کی خواہش کی جاتی ہے۔

ہمیں خیال کرنا چاہئے کہ یہ خدا ہی کی ہدایت ہے جس کی وجہ سے انسان کی

---

(۲۱) سورہ حمد کی آیات کو سورہ حمد کی تلاوت کے دوران اگر بطور دعا پڑھا جائے تو نماز باطل ہوگی

عقل اور اس کا تجربہ اسے اس کے فائدے کے راستے یعنی سیدھے راستے پر لے جاتا ہے اگر خدا کی ہدایت نہ ہو تو ہماری عقل اور ہمارا تجربہ ہمیں ذرہ برابر فائدہ نہیں پہنچائے گا بلکہ ہدایت سے دوری کے سبب یہی عقل اور اس کا تجربہ ایک چور کو چوری کے طریقے سکھاتا ہے اور ایک پاگل کے ہاتھ میں تلوار کی شکل اختیار کرلیتا ہے (کہ جس سے صرف تباہی کی امید کی جاسکتی ہے)۔

## ہدایت کا حصول نجات کی علامت ہے

ہمیں دیکھنا چاہئے کہ انسان کے لئے کامیابی کی راہ (سیدھی راہ) کیا ہے؟ سیدھی راہ یا کامیابی کی راہ انسان کے مزاج میں فطرت کا بنایا ہوا نظام ہے جس کی اساس و بنیاد اس بات پر ہے کہ انسان کی حاجات کیا ہیں، اس میں کیا کوتاہیاں ہیں اور اس میں عمل کرنے کے امکانات کتنے ہیں؟ ہم سیدھی راہ (صراط مستقیم) اس راہ کو کہیں گے جسے خدا کے پیغمبروں نے لوگوں کے لئے آشکار کیا ہے اور خود اس راستے پر سب سے پہلے اور سب سے آگے چلنے والے ہیں۔

ہدایت الٰہی کا راستہ وہ راستہ ہے کہ اگر عالم بشریت اس راستے پر گامزن ہو جائے تو یہ اس پانی کے مثل ہوگی جو ہموار زمین پر بالکل سیدھا اور آگے بڑھتا ہوا چلا جائے، خود بخود آگے اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہے گا اور اگر انسان بھی ہدایت الٰہی سے بہرہ مند ہو جائے تو وہ بحر بیکراں کی طرح .... جو اس کی بلندیوں اور عظمتوں کا بحر بیکراں ہے..... آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ہدایت الٰہی وہ نور ہے کہ اگر یہ ایک معاشرے کے افراد کے قلوب میں جاگزیں ہو جائے اور وہ اس کے مطابق عمل کرنے لگیں اور وہ حقیقتاً ہدایت الٰہی کو پالیں تو پورا معاشرہ خوشحال ہو جائے گا۔اس معاشرے کے تمام افراد خوش و خرم ہوں گے، ہر طرف امن و امان ہوگا، سب غلامیوں سے آزاد ہو کر ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں گے اور ذمہ داری، محبت و خلوص اور بھائی چارگی ان کے دلوں میں گھر کرلے گی اور اگر پورا عالم بشریت حقیقی معنوں میں اس

پروگرام پر عمل پیرا ہو تو وہ تمام بدبختیاں ..... جو ہمیشہ سے بشریت کے ساتھ تھی ہوئی ہیں ..... ہمیشہ کے لئے نابود ہو جائیں گی۔

لیکن یہ خوش قسمتی کا راستہ اور نجات دہندہ پروگرام کیا ہے؟ اس کاروبار حیات میں سبھی نیکی کا دعویٰ کرنے والے ہیں اور اس عالم کا ہر گروہ دوسرے گروہ کو خطا و اشتباہ کا پتلا قرار دیتا ہے لہذا ہمیں چاہئے کہ ان سب کو چھوڑ کر قرآن مجید کے افتتاحی سورے، سورہ حمد کو دیکھیں کہ اس میں عالم بشریت کے لئے نجات دہندہ اور ہدایت کے راستے کو کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ

"ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے نعمتیں نازل کیں۔"

## حقیقی نعمت

وہ کون لوگ ہیں کہ جن کے وجود مقدس کو خداوند عالم نے اپنی نعمتوں کے نزول کی جگہ قرار دی ہے۔ اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں ہے کہ اس نعمت سے مراد مال و دولت اور مادی عیش و عشرت نہیں ہے بلکہ یہ نعمات تو ان لوگوں کو زیادہ ملتی رہی ہیں جو درندہ صفت، دشمنان خدا اور دشمنان مخلوق واقع ہوئے ہیں۔ اس نعمت سے مراد وہ نعمت ہے جو اس مادیت اور کھیل کود سے بالاتر ہے بلکہ وہ تو خدا کی لطف و عنایت اور ہدایت کی نعمت ہے۔ وہ نعمت جسے ہم طلب کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ انسان سمجھے کہ واقعاً اس کی قدر و قیمت کیا ہے اور انسان اپنی ذات کو پہچان کر اسے حاصل کرے۔

## صاحبانِ نعمت کون ہیں؟

اس نعمت کو جن لوگوں نے حاصل کیا ہے، قرآن کریم میں ان کی معرفت کچھ

اس انداز سے کرائی گئی ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ... ۝

"اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے نعمت نازل کی ہے جو نبیوں، صدیقوں، شہدا، اور صالحین میں سے ہیں۔" (نسا۔۶۹)

پس نماز پڑھنے والا اس جملے میں خدا سے درخواست کرتا ہے کہ اے خدا تو ہمیں اس راستے پر چلا جو پیغمبروں ۔۔ صدیقوں (سچوں) ۔۔ شہیدوں ۔۔ اور صالحین (نیک لوگوں) کا راستہ ہے ۔ خداوندا تو ہمیں ان کے راستے کی ہدایت فرما۔

ان لوگوں کا راستہ تاریخ میں بہت واضح اور روشن رہا ہے اور اس کے مقاصد اور اہداف بھی معین تھے جبکہ اس راستے کے مسافر ہر زمانے میں معروف رہے ہیں جبکہ اس راستے کے مدمقابل کچھ دوسرے خطوط اور راستے کارفرما رہے ہیں لہذا نماز پڑھنے والا اس باطل راستے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے مسافروں کی طرف بھی اور خود کو ہوشیار کرتا ہے کہ تو ہرگز اس راستے پر قدم نہیں رکھے گا اور نہ ہی اس سمت حرکت کرے گا۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

"نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔"

## خدا کا غضب کن پر نازل ہوا؟

وہ کون لوگ ہیں جن کے وجود کو خدا نے اپنے غضب کی منزل قرار دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے راستے کو چھوڑ کر دوسروں کے راستے پر چلنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کی کثیر مخلوق کو ۔۔ جو بے خبر اور بے ارادہ تھی ۔۔ اپنے ساتھ

گمراہی کی سمت چلایا یا اگر وہ مخلوق باخبر اور بارادہ تھی تو ان کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے، وہ اسیر تھے اور غضب خدا کے حقدار ان کو اپنے ساتھ چلاتے تھے۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انسانوں کے تمام امور زندگی کو اپنی طاقت و قوت یا دھوکے، فریب اور مختلف حیلہ سازی سے اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا اور خدا کی مخلوق کو بے اختیار، اپنے مذموم اور گھناؤنے مقاصد کی تکمیل کے لئے آلہ کار اور اپنے پیچھے پیچھے چلنے والا مُسْتَضْعَفْ..... ایسا کمزور جسے بولنے، احتجاج کرنے اور اپنی غلامی کی راہ سے انحراف کرنے کا کوئی حق نہ ہو..... بنایا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انسانوں کو بے وقوف بنا کر خود کو ان پر مسلط کر دیا اور اپنی گندی عیش و عشرت اور پست خواہشات کی تکمیل کے لئے ان انسانوں سے فائدہ اٹھایا۔

دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا غضب جن لوگوں پر آنے والا ہے، وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے راہ شیطان و راہ باطل کو اپنی جہالت و بے خبری سے اختیار نہیں کیا بلکہ بغض و عناد، دشمنی، خود پرستی اور اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے راہ باطل کو اپنے لئے منتخب کیا اور لوگوں کی تکلیف و پریشانی کا باعث بنے۔

## تاریخ کی واضح حقیقت

یہ تاریخ کی ایک واضح حقیقت ہے کہ یہ گروہ..... جس پر خدا کا غضب نازل ہوا ہمیشہ دنیا میں لوگوں کے درمیان طاقت و قدرت کا مالک رہا ہے اور اسی لئے دین نے ان کے وجود کو ہمیشہ باطل قرار دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دین نے جب بھی کسی کام کا آغاز کیا تو انہی کے خلاف اقدامات سے اس کی ابتداء کی اور جو بھی قدم اٹھایا انہی کے مقابلے میں اٹھایا۔ ان دو گروہوں..... یعنی گروہ ہدایت یافتہ اور گروہ غضب خدا کے علاوہ ایک تیسرا گروہ اور بھی ہے اور اسی آیت کا اگلا جملہ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

# وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

"اور نہ گمراہوں کا راستہ۔"

## گمراہوں اور بے وقوفوں کا راستہ

وہ لوگ جو اپنی بے خبری اور ناواقفیت کی بنا پر گمراہ کرنے والے رہبروں اور پیشواؤں کی اتباع و پیروی سے اس راستے پر چلنے لگے جو خدا کا راستہ نہیں تھا، وہ حقیقت سے بہت دور تھے جبکہ وہ گمان کرتے تھے کہ حقیقتاً وہ درست راستے پر کامیابی کی سمت گامزن ہیں لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ غلط راستے پر تباہی کی جانب قدم بڑھا رہے تھے کہ جس کا انجام بہت تلخ تھا۔

ہم اس گروہ کو..... جو گمراہوں کے راستے پر گامزن تھا..... تاریخ میں بہت واضح دیکھتے ہیں۔ یہ تمام لوگ جو زمانہ جاہلیت میں اپنے رہبروں اور پیشواؤں کی خواہشات اور ارادوں کے پیچھے پیچھے آنکھ بند کرکے اور سر کو جھکا کر چلتے رہے اور اپنے گمراہ رہبران کو فائدہ پہنچاتے رہے اور دوسری طرف حق و عدالت کے علمبرداروں، منادیوں، انسانیت کے خیر خواہوں یعنی خدائی پیغام لانے والوں کی مخالفت کرتے رہے۔

یہ جاہل طبقہ ایک لمحے کیلئے بھی اس بات کیلئے آمادہ نہیں تھا کہ وہ اپنے بارے میں سوچے اور اپنی احمقانہ زندگی پر نظر ڈالے اور اس کے بارے میں فکر کرے۔ ہم ان لوگوں کی زندگی کو احمقانہ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ اس قسم کے لوگوں کی زندگی کا فائدہ صرف اونچے طبقے کے لوگوں کو پہنچا ہے جبکہ نقصان صرف انہی بے وقوف لوگوں کا مقدر بنا۔

اس کے برعکس پیغمبروں کی دعوت اس لحاظ سے تھی کہ وہ انسانیت کو گمراہ کرنے والوں کی بنیادوں کو اکھیڑ دیں اور ان کے وجود کو صفحہ ہستی سے ختم کردیں

جن پر خدا کا غضب نازل ہوا ہے اور ان تمام اقدامات سے انبیاء کی یہ خواہش تھی کہ وہ مَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ کو ختم کر دیں جس کا فائدہ بہر حال اس محروم اور مستضعف (کمزور طبقے کو ہی پہنچے گا جس کو تاریخ میں ہمیشہ بے وقوف بنایا گیا۔

نمازی اس طرح گمراہوں اور ان لوگوں کے راستے پر..... جن پر خدا کا غضب نازل ہوا..... توجہ کر کے غور کرتا ہے کہ وہ کون سا راستہ ہے جس پر ہمیں قدم بڑھانا چاہیئے اور وہ نجات بخش طریقہ کیا ہے جسے انسانیت کے نجات دہندہ پیغمبروں نے بیان کیا؟ اس مقام پر نمازی اگر اپنی زندگی میں محسوس کرے کہ وہ ہدایت پا رہا ہے یا وہ اپنے قدموں کو سیدھے راستے پر اٹھتا دیکھے تو وہ نیکی کی طرف توجہ اور میلانات اور ہدایت کے لئے اس نعمت عظیم پر شکر کرے اور خدا کی تعریف یوں بیان کرے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝

"ساری تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام عالمین کا پالنے والا ہے (۲۲)۔"

سورہ حمد قرآن کا آغاز تھی یعنی فاتحہ الکتاب

## قرآن کا ابتدائیہ...... سورۂ حمد

(اجمالی جائزہ) —— یہ قرآن کا دیباچہ (ابتدائیہ) ہے اسی طرح جیسے ہر کتاب کا ایک دیباچہ (ابتدائیہ) ہوتا ہے جس میں اجمالی طور پر اس کتاب کی تمام باتوں کو بیان کیا جاتا ہے اسی طرح نماز اسلام کے تمام احکامات کا خلاصہ اور مختصر سا خاکہ ہے۔ نماز میں اسلامی آئیڈیالوجی کے تمام پہلو نمایاں طور پر موجود ہیں اور اس بارے میں ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔ اسی طرح سورہ حمد بھی قرآن کے معارف اور اس کے خطوط کی اجمالی فہرست ہے یعنی قرآن نے جن جن باتوں اور پہلوؤں کی جانب ہماری توجہ مبذول کرائی ہے اور جن راستوں پر قدم اٹھانے سے اجتناب کا حکم دیا ہے ان سب کا

---

(۲۲) سورہ حمد کے اختتام پر یہ جملہ ادا کرنا مستحب ہے۔

خلاصہ سورہ حمد میں ہے چنانچہ:

○ .... تمام لوگ اور تمام عالمین سب ایک دوسرے سے منسلک ہیں اور سب خدا کی طرف رخ کیے ہوئے ہیں یعنی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ:

○ .... کائنات کی تمام چیزوں اور تمام اشخاص پر خدا کی محبت و مہربانی کا نزول ہے اور جو اہل لسان ہیں وہ خدا کی رحمت و لطف کے زیر سایہ زندگی گذار رہے ہیں یعنی اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

○ .... انسان کی زندگی اس دنیا کے خاتمے کے بعد اس آنے والی آخرت کی زندگی میں ہمیشہ باقی رہنے والی ہے جس کا مالک - حاکم مطلق - ہے یعنی مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ:

○ .... انسان کو چاہیے کہ وہ خود کو غیر خدا کی بندگی سے آزاد کرے اور خدائی نظام کے مطابق انسانی راستے پر انسانی عظمتوں کے حصول کے لئے آزادانہ اور با اختیار زندگی بسر کرے یعنی اِیَّاكَ نَعْبُدُ:

○ .... انسان کو یہ بھی چاہیے کہ وہ اپنی سعادت و خوش بختی اور زندگی کے سیدھے راستے کو خدا سے ہی طلب کرے یعنی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ:

○ .... انسان کو یہ بھی چاہیے کہ وہ سمجھے کہ دشمن کون ہے اور دوست کون ؟، ہر ایک کے لئے کیا موقع ہے اور ہر ایک کے لئے کیا اغراض و مقاصد ہیں..... اور ان دونوں طبقوں اور ان کی عاقبت و آخرت کو دیکھ کر خود اپنے لئے شاندار، بہترین اور کامیابی کا راستہ منتخب کرے یعنی صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ:

# سورہ

ہم نے پند و نصیحت سے بھرپور سورہ حمد ختم کی جس میں حکمت و معرفت اور قرآن کے تمام خزانے موجود ہیں۔ سورہ حمد کے اختتام پر نمازی کو چاہئے کہ وہ اس کے بعد قرآن سے ایک مکمل سورے کی تلاوت کرے۔ قرآن سے سورے کو پڑھنے کا فعل آزادانہ ہو اور سورے کو بھی اپنی پسند سے منتخب کیا جائے کیونکہ اس طرح قرآن کی یاد نمازی کے دل میں زندہ ہو جاتی ہے یعنی معارف اسلامی کا ایک نیا سلسلہ اس کے سامنے روشن ہو جاتا ہے۔

نماز میں قرآن کی تلاوت کا فریضہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنی حدیث میں فضل بن شاذان سے فرمایا ہے جو کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں (۲۳) کہ قرآن کی تلاوت نماز میں اس لئے ضروری قرار دی گئی ہے کہ لوگ قرآن کو ترک نہ کر دیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ قرآن کو سمجھنا ہی چھوڑ دیں اور اس لحاظ سے بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ انسان کے ذہن و خیالات میں قرآن حاضر رہے۔ ہم اس سلسلے میں سورہ توحید (سورہ اخلاص) اور اس کے ترجمے کو۔۔ جس کی عموماً نماز میں تلاوت کی جاتی ہے.....یہاں نقل کر رہے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
(ابتداء ہے) خدائے رحمان و رحیم کے نام سے

قُلْ.... کہو (اے پیغمبر)

---

(۲۳) ملاحظہ فرمایئے صفحہ کا حاشیہ۔

اے پیغمبر...... تم خود بھی جانو اور دوسروں تک بھی یہی پیغام پہنچاؤ کہ :۔
هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ ۝ ....... وہ خدا یکتا ہے۔

نظام کائنات میں ہم آہنگی اور نظم خدا کے واحد ہونے کی دلیل ہے۔

خدائے حقیقی و لاشریک ان خداؤں کے مثل نہیں ہے جو دوسرے مذاہب، پرانے اور خرافات سے پر عقائد میں خراب تھے بلکہ خدا تو ایسا ہے ہی نہیں کہ کوئی اس کا شریک یا ساتھی بنے یا کوئی اس کی اولاد ہو۔ پس اس بیان سے سمجھنا چاہیئے کہ کائنات کی تخلیق کا میدان خداؤں کے جھگڑے کا اکھاڑا نہیں ہے بلکہ کائنات کے تمام قوانین اور تمام نظاموں کو ایک ارادے اور ایک قدرت سے ترتیب دیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ کائنات کی تخلیق میں ہم آہنگی، ربط و تعلق اور نظم پایا جاتا ہے۔

تمام مرتب شدہ قوانین، تمام تبدیلیاں اور تمام حرکتیں جو طبعی لحاظ سے دنیا میں رونما ہوتی ہیں سب ایک راستے پر جاری و ساری ہیں اور ان کا رخ ان اور کی منزل ایک ہی ہے۔ان کے درمیان صرف انسان ہی ہے جسے یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ خود اپنے لئے فیصلہ کرے اور خدا کے عظیم نظام سے منہ موڑ کر تباہی و بربادی کے راستے کو اپنالے، نیا طریقہ اور سنت ایجاد کرے، خود قوانین مرتب کرے اور ان کے مطابق زندگی بسر کرے یا پھر احکام خدا کے سامنے سر تسلیم خم کر دے اور خدا کے واضع کردہ بین اصولوں اور منفعت بخش قوانین پر اپنی زندگی استوار کرے (۲۴)۔

---

(۲۴) اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝
" بے شک ہم نے انسان کو راستے کی ہدایت کر دی (اب یہ اس پر منحصر ہے) کہ شکر گذار ہو یا ناشکرا۔" (دھر ۳)

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝
" اور نفس کی قسم اور اسے بالکل ٹھیک بنایا۔ پس اسے تقویٰ و فجور الہام کر دیا کامیاب وہ ہے جس نے نفس کو پاک کیا اور تحقیق نامراد وہ ہے جس نے اسے خاک میں ملا دیا۔" (شمس ۷ تا ۱۰)

اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ ...... خدا بے نیاز ہے۔

## خدا کسی کا محتاج نہیں

وہ خدا کہ جس کے سامنے سر جھکایا جاتا ہے، جس کی تعظیم کی جاتی ہے اور جس کی عبادت کے لئے اس کی بارگاہ میں کھڑا ہوا جاتا ہے، ان خیالی خداؤں کے مثل نہیں ہے جنہیں اپنی پیدائش اور زندگی کی بقا کے لئے کسی کی مدد کی ضرورت ہو، کوئی ان کی نگہداشت و نگرانی کرے یا وہ کسی کی ہم کاری کے محتاج ہوں۔ دوسروں کا محتاج خدا اس قابل نہیں ہے کہ کوئی اس کی عزت و تعظیم کرے۔ اگر خدا دوسروں کا محتاج ہے تو وہ یا ایک انسان ہوگا یا اس سے بالاتر لیکن ہم اسے خدا نہیں کہہ سکتے۔

انسانی وجود بہت عظیم، اس کی زندگی بہت پر معنی اور گہرائیوں والی ہے چنانچہ وہ کسی کی عظمت کا احساس، اس کی بندگی اور تعریف اسی وقت کرے گا جب وہ یہ دیکھے گا کہ وہ (خدا) ایسی قدرت کا مالک ہے جس میں دوسروں کی محتاجی شامل نہیں۔ وہ ہر ایک سے بے نیاز ہے اور اس کا وجود، اس کی طاقت اور اس کی بقا کا انحصار اس کی اپنی قدرت پر ہے۔

لَمْ یَلِدْ ...... اس نے کسی کو پیدا نہیں کیا۔

## ہمارے اور خدا کے درمیان بندگی اور ربوبیت کا رشتہ ہے۔

ہمارا خدا ایسا نہیں ہے جیسا کہ لوگوں نے اپنے فضول خیالات میں تراشا ہوا ہے اور جسے تحریف شدہ مذاہب اور شرک آمیز عقائد میں بیان کیا گیا ہے۔

وہ خدائی خیال جو عیسائیوں اور مشرکوں نے تخلیق کیا ہے یعنی جس خدا کا بیٹا یا کئی بیٹے ہوں، ہم ایسے خدا کو قبول نہیں کرتے بلکہ ہم تو اس خدا کو ماننے والے ہیں کہ جس نے کائنات کی تمام چیزوں اور تمام انسانوں کو اپنی قدرت و ارادے سے وجود کی

نعمت دی ہے لیکن وہ ان سب کا باپ نہیں ہے بلکہ ان کا خالق ہے اور اس لحاظ سے آسمانوں اور زمین میں زندگی بسر کرنے والے تمام جمادات، نباتات، حیوانات، انسان اور تمام چیزیں سب اس کے بندے ہیں نہ کہ اس کے بیٹے یا اولاد، سب اس کے نظام قدرت کے تابع اور اس کی رحمت کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے والے ہیں اور یہی بندگی اور ربوبیت کا رشتہ اس نے انسان اور اپنے درمیان قائم کیا ہے جس کی وجہ سے خدا کے حقیقی بندے صرف خدا ہی کی بندگی کرتے ہیں اور اس کے علاوہ تمام بندگیوں سے خود کو آزاد قرار دیتے ہیں کہ زندگی میں صرف ایک ہی خدا کی اطاعت ہو سکتی ہے نا کہ دو خداؤں کی۔

خدا کی حقیقی بندگی کرنے والوں کے خلاف ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو ان تمام حقائق اور عظمتوں کا نہ صرف انکاری ہے بلکہ مخالف بھی ہے۔ اس طبقے کا کہنا یہ ہے کہ تمہارا خدا ایک مہربان باپ ہے۔ یہ طبقہ انسانوں کو خدا کا بیٹا قرار دیتا ہے کیونکہ یہ طبقہ بندگی اور ربوبیت (یعنی تربیت کرنے) کے رشتے کو خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان نامناسب خیال کرتا ہے اور نا ہی انسانی عظمت اور اس کی کرامت و بزرگی کے لحاظ سے خدا کی بندگی کو درست شمار کرتا ہے اور اس مقدس رشتے کو ختم کر کے انسانوں کے لئے غیر خدا کی بندگی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ یہ لوگ دوسروں کے مرتب کردہ نظاموں کے مطابق زندگی گذارنے اور ان کی بندگی کرنے کو ہی حق و حقیقت کا نام دیتے ہیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے (دنیا کے) بے شرف و بے حقیقت خداؤں کی پرستش شروع کر رکھی ہے۔ ایسے لوگ خود اس امر کا سبب بنتے ہیں کہ لوگ خدا کی بندگی کے بجائے دوسروں کی "غلامی" کریں اور وہ خود بھی غلاموں کے مانند دوسروں کے آلہ کار بن کر اپنی زندگی کو بربادی، ہلاکت اور تباہی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ ...... اور نا ہی اس کو کسی نے پیدا کیا۔

## اُس کا وجود کسی سے نہیں ہے

وہ کبھی پیدا نہیں ہوا اور نا ہی اس کے ساتھ ایسا ہے کہ وہ نہیں تھا اور نا ہی اس کے ساتھ ایسا معاملہ رہا کہ ایک دن ایسا آیا کہ اس نے دنیا کی زندگی کو حاصل کیا کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس نے اسے پیدا کیا۔ نا ہی کوئی ایسی فکر، نظام اور طبقہ تھا اور نا ہی کوئی شکل انسانوں میں ایسی تھی کہ وہ اس شکل سے خدا بن گیا ہو بلکہ وہ تو عظیم اور بالاترین ہستی ہے۔ ایسی حقیقت کہ جسے زوال نہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

"اور کوئی ایک بھی اس کا کفو اور ہمسر نہیں ہے۔"

## کائنات کا کوئی وجود اُس کی برابری کی اہلیت نہیں رکھتا

ایسا ناممکن ہے کہ ہم کسی بے حقیقت اور محتاج کو خدا بنالیں اور اسی طرح ہمارے لئے یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ ہم کسی کو اس کا ہمسر و ہم پایہ قرار دیں اور نا ہی ہم خدا کے زیر اثر علاقوں اور اس کے احکامات کے بارے میں ...... جس میں تمام کائنات اور تمام جہان شامل ہیں...... یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسی دوسرے کے درمیان تقسیم ہو گئے ہیں اور نا ہی یہ ہو سکتا ہے کہ ہم کائنات کے ایک رخ اور انسانی زندگی کے ایک پہلو کو خدا کی طرف سے خیال کریں اور کائنات کے دوسرے رخ اور انسانی زندگی کے دوسرے پہلوؤں کو غیر خدا سے وابستہ کر دیں۔ غیر خدا کون ..... ؟ وہ سب جن کو خدا مانا جاتا ہے چاہے جاندار ہوں یا بے جان یا پھر اپنی ربوبیت و قدرت کا دعوی کرنے والے المختصر ہم ان میں سے کسی کو بھی خدائے حقیقی کے برابر درجہ دینے

والے نہیں ہیں۔

## خدا کی وحدانیت کا روشن مینارہ..... سورۃ توحید

یہ سورہ..... جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ..... حقیقتاً خدا کی وحدانیت اور کائنات میں اس کے واحد و یکتا ہونے کی طرف متوجہ کرتا ہے جبکہ دوسری طرف اسی توحید کی جانب قرآن مجید میں بار بار مختلف پیرایوں سے ہمیں متوجہ کیا گیا ہے اور قرآن کی سینکڑوں آیات میں قسم قسم کے بیانات سے اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ اس کائنات کا مالک ایک ہے۔ تمام باطل عقائد کو..... جن میں شرک شامل تھا..... اس سورے میں بہت واضح طریقے سے بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تمام الوہیت (خدائی) کے دعوے بے بنیاد اور باطل ہیں۔

یہ سورہ تمام مسلمانوں بلکہ تمام جہان والوں کو اس خدا کی..... جو اسلام کی نظر میں قابل پرستش اور قابل تعریف ہے..... معرفت کرا رہا ہے کہ وہ خدا جو اکیلا نہ ہو، ایک نہ ہو، وہ خدا کہ جس کی سینکڑوں بلکہ ہزاروں شبیہہ مخلوقات میں بن سکتی ہیں، اس قابل نہیں ہے کہ وہ ہمارا رب اور معبود ہو۔ قدرت والی چیزیں اور صاحبان قدرت جو اپنے وجود اور اپنی زندگی کی بقا کے لئے دوسروں کے محتاج ہیں، خدا کیسے ہوسکتے ہیں اور جو خود اپنی زندگی میں دوسروں کا محتاج ہو وہ دوسروں کی مشکل کشائی، دستگیری اور امداد کیونکر کرسکتا ہے؟ لہذا ایسے افراد کو بشریت کا معبود قرار دینا عقلاً نامناسب ہے۔

چنانچہ ایسے افراد جو جھوٹے خداؤں کے سامنے..... جو خود اپنے وجود کی بقا کے لئے دوسروں کے محتاج ہیں، جو پہلے نہیں تھے اور ان کو بعد میں پیدا کیا گیا اور جن کے وجود کیلئے زوال و فنا لازمی ہے..... ان کی عظمت کے لئے جھکتے ہیں انہوں نے حقیقتاً اپنی انسانی عظمت کو پامال کیا ہے اور اپنی ذات اور انسانیت کو پستی کی جانب دھکیل دیا ہے لہذا سورہ توحید کا ایک مثبت پہلو یہ بھی ہے کہ حقیقتاً اس خدا کے وجود سے کیا

جلوہ ظاہر ہوتا ہے، ہمارے معبود اور کائنات کو پالنے والے کی کیا پہچان اور کیا خصوصیات ہیں؟ ان تمام باتوں کو اس سورے میں بیان کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ تاریخ میں جتنے جھوٹے اور خود ساختہ خدا گذرے ہیں ان کی بیکاری اور بے ثباتی کو بھی اس سورے میں بیان کیا گیا ہے۔

## خدا کی منع کردہ حدود سے تجاوز مت کرو

دوسری جانب یہ سورہ خدا پرستوں اور اسلام قبول کرنے والوں کو ہوشیار کر رہا ہے کہ خدا کی ذات اور اس کی صفات کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ کافی ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عقلی پیچیدگیوں اور دل میں شبہ اور وسوسہ پیدا کرنے والی چیزوں میں دلچسپی لیکر اپنے خیالات کو خراب مت کرو۔ اس مختصر بیان سے ہماری توجہ اس طرف بھی ہوتی ہے کہ خدائی کا دعویٰ کرنے والوں میں تقدیس کا کوئی وجود نہیں ہوتا ہے اور نا ہی ان میں ہماری ربوبیت کی قدرت ہے لہذا انہیں اپنے ذہن سے نکال کر ہمیں چاہئے کہ اس مختصر بیان میں خدائے واحد کی طرف متوجہ ہوں اور اسے یاد کریں نہ کہ فلسفے کی گہرائی کی باتوں میں اپنے آپ کو غرق کر دیں اور ذہنی الجھنوں میں خود کو گرفتار کرلیں بلکہ ہمیں تو یہ چاہئے کہ سورہ توحید میں بیان کردہ عقیدے کے مطابق آگے بڑھیں، اس توحید کے ساتھ کام کریں اور اس کے مطابق اپنے ذہنوں کو آگے بڑھائیں۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے وارد شدہ ایک حدیث میں ہے کہ:

"خدائے بزرگ و برتر کو یہ معلوم تھا کہ تاریخ کے آئندہ زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو گہری فکر کے حامل ہوں گے اسی وجہ سے خدا نے سورہ توحید اور سورہ حدید سے چند آیات عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ ..... تک نازل کیں تاکہ انسانوں کو پتہ چل جائے کہ خدا کی ذات و صفات کے بارے میں کس حد تک ان کو تحقیق

کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور جو شخص خدا کی اس سورہ توحید اور سورہ حدید میں بیان کردہ حدود سے زیادہ باتوں کی گہرائی میں جانے کی کوشش کرے گا تو سوائے اس کے کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے گا، کوئی اور نتیجہ نہیں نکلے گا(۲۵)۔"

گویا سورہ توحید نمازی سے یہ کہتا ہے کہ: خدا کا نظام (قدرت) ایک ہی ہے، وہ واحد، عالیشان اور سب سے برتر ہے، وہ خود غنی اور بے نیاز ہے، کسی کا محتاج نہیں ہے، نا ہی اس نے کسی کو پیدا کیا ہے اور نا ہی اس نے کسی سے وجود حاصل کیا ہے۔ اس جیسا ہم میں کوئی نہیں اور نا ہی پوری کائنات میں اس جیسا کوئی کام کرنے والا ہے۔ خدا کا عالم و بصیر ہونا، اس کی رحمت اور اس کی دوسری صفات..... کہ جن کا جاننا اور پہچاننا ایک مسلمان کے لئے لازم و ضروری ہے جو اس کی زندگی کی شکل کو مقرر کرنے اور اس کی روح کے عروج و کمال کیلئے موثر ترین ہے، کو قرآن کی دوسری آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ لہذا جو کچھ سورہ توحید میں بیان کیا گیا ہے اس سے زیادہ خدا کی ذات کی گہرائی میں جانے کی ضرورت نہیں ہے اور نا ہی زیادہ گہرائی سے خدا کی کیفیات کو سمجھنے کی ضرورت ہے (صرف اتنی ہی جتنی خدا نے اجازت دی ہے)۔ خدا کی صفات قرآن میں پھیلی ہوئی ہیں کہ اگر تم ان کے مطابق زندگی میں خدا کے لئے کام کروگے تو عمل کی منزل میں باقی معرفتیں تمہاری سمجھ میں آتی چلی جائیں گی۔ اس فکر میں مت پڑو کہ زیادہ بحث کرنے اور زیادہ گہرے خیالات کی طرف دلچسپی رکھنے سے تم خدا کی معرفت زیادہ حاصل کر سکتے ہو بلکہ تمہارا فریضہ تو یہ ہے کہ معرفت خدا کے حصول کے لئے اپنے دل و نفس کو صاف اور روحانیت کے حصول کی کوشش کرو تاکہ باطن میں خدا کی طرف توجہ اور تعلق زیادہ ہو اور جب تم عمل کی منزل میں آگے بڑھوگے تو معرفت کی تمام باتیں تمہیں خود معلوم ہو جائیں گی چنانچہ دنیا میں جتنے

(۲۵) نور الثقلین۔ ج ۵، ص ۷۰۸ (اصول کافی سے نقل شدہ)

پیغمبر اور صدیقین تھے، ان سب کا اور توحید حقیقی کے ماننے والوں اور عارفوں کا یہی حال تھا کہ خدا کی معرفت کے ساتھ انہوں نے آگے قدم بڑھائے۔

☆

## تسبیحات اربعہ

قبل اس کے کہ ہم رکوع اور سجدے کے ذکر اور ان کے ترجمے کی طرف توجہ دیں، نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں قیام کی حالت میں بار بار پڑھے جانے والے ذکر (۲۶) کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ چار جملے در اصل چار ذکر ہیں جو خدا وند عالم کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| سُبْحَانَ اللّٰہِ | خدا (تمام) عیوب سے پاک ہے۔ |
| وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ | تعریف صرف خدا کے لئے ہے۔ |
| وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ | کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے۔ |
| وَاللّٰہُ اَکْبَرُ | خدا بزرگ ترین ہے۔ |

جب انسان ان چار حقائق سے آگاہی حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کے بارے میں ایک حقیقی کیفیت حاصل کرتا ہے اور خدا کی طرف کامل توجہ کرتا ہے۔ یہ چاروں صفات جو اوپر بیان کی گئی ہیں وہ انسان کو عقیدہ توحید کی ایک کیفیت کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور انسان پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔

### الفاظِ نماز کا پڑھنا خدائی صفات کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

ان جملوں کو بار بار پڑھنا صرف اس لئے نہیں ہے کہ ہم صرف ذہنی طور پر خدا کی معرفت حاصل کرلیں، خدا کے بارے میں باخبر ہوجائیں اور خدا کے وجود کے بارے میں اطلاعات ہمارے ذہن کی معلومات میں اضافہ کردیں بلکہ خدا کی صفات و خصوصیات کو جاننے اور ان کو اپنی زبان سے ادا کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ

---

(۲۶) نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ پڑھنا ایک مرتبہ واجب تین یا پانچ یا سات مرتبہ مستحب ہے۔

ان صفات کیوجہ سے انسان میں عمل کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ انہی صفات کی وجہ سے انسان اپنی ذمہ داری و مسئولیت، اس کی اہمیت اور دنیا میں اپنے فریضے کی ادائیگی کا خیال کرتا ہے اور خدائی صفات کی جو معرفت اس نے حاصل کی ہے، اس کے نتیجے میں اپنے آپ کو بیکار اور خدائی قوانین سے آزاد خیال نہیں کرتا ہے بلکہ اپنے کندھوں پر (الہی و انسانی) ذمہ داریوں کے کوہ گراں کو اٹھانے کو تیار ہو جاتا ہے۔

چنانچہ ان بیانات کی روشنی میں ہم مجموعی طور سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کے تمام عقائد کو ذہن میں (قید) نہیں ہونا چاہئے بلکہ انہیں انسانی زندگی میں عملی اور انسان کے اعمال و حرکات کو اسلامی عقائد کا مظہر ہونا چاہئے۔

یہ عقائد صرف ہمارے ذہن کی خوشی و تسکین کے لئے بیان نہیں کئے گئے ہیں بلکہ وہ اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ خدا کی صفات انسانوں کی زندگی سے کیا تعلق و علاقہ رکھتی ہیں اور وہ ان کی زندگی سے کس چیز کی طلبگار ہیں؟ خدا کی صفات کو اس لئے بھی بیان کیا گیا ہے کہ انسانوں کو ان کی کامیاب زندگی کا نقشہ بنا کر پیش کریں اور انہیں متوجہ کریں کہ ایک فرد کا عمل کیسا ہونا چاہئے اور اسی طرح ایک معاشرے کا طرز عمل کیسا ہو؟ چنانچہ انہی عملی اثرات کی وجہ سے اسلام نے انحقائق کو انسانوں سے متعارف کرایا ہے۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ اسلام کے تمام عقائد معنوی لحاظ سے ایک واقعیت و حقیقت کو بیان کرتے ہیں لیکن صرف ان چند عقیدوں کو اسلام میں ضروری قرار دیا گیا ہے جن پر اعتقاد و ایمان رکھنا ہر شخص پر لازم ہے اور جب انسان ان کو قبول کرتا ہے اور ان پر عمل کی پابندی کو اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے تو اس میں احساس ذمہ داری پیدا ہوتا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ اس کائنات میں میرا بھی کوئی فریضہ ہے، مجھے بھی کچھ کام ہیں اور ذمہ داریوں کے بوجھ سے میرے کندھے خالی نہیں ہیں۔

## توحید کا عقیدہ انسان کو اُس کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتا ہے

خدا کے وجود میں ہمارا عقیدہ اس قسم کا ہے کہ خدا کے ہونے اور نا ہونے کے بارے میں اعتقاد رکھنا دونوں انسان کی زندگی اور عمل پر مختلف اثرات مرتب کرتا ہے۔ ایک شخص یا ایک معاشرے کی..... جو حقیقی معنی میں خدا کے وجود کا اعتقادی ہے..... زندگی کی شکل اور طور طریقہ "اور قسم" کا ہوگا اور وہ فرد یا معاشرہ جو خدا کے وجود کا انکاری ہے، اس کی زندگی کی شکل بھی "اور ہی قسم" کی ہوگی۔

اگر انسان اس بات کا معتقد ہو کہ اسے اور پوری کائنات کو پیدا کرنے والی ہستی صاحب قدرت و ارادہ ہے اور اسی نے ہمیں حکمت و شعور سے نوازا ہے..... تو وہ یہ خیال کرے گا کہ میری زندگی کا بھی ایک مقصد ہے، میری زندگی کا ایک مخصوص راستہ ہے جس پر مجھے چلنا ہے اور اپنی منزل تک پہنچنا ہے جو کہ مجھے حد درجے محبوب ہونی چاہئے اور اس طرح وہ دل سے یہ بھی قبول کرتا ہے کہ اپنے مقصد و منزل تک پہنچنے کے لئے ایک راستہ اور نقشہ تیار کیا گیا ہے کہ میں اس کے مطابق عمل کروں اور یہی احساس ذمہ داری اور احساس ادائیگی فریضہ اس میں کام کرنے کی طرف رغبت پیدا کرتا ہے اور اپنی ذمہ داریوں کی تلاش پر آمادہ کرتا ہے۔ اس عقیدے کی وجہ سے انسان میں آگے بڑھنے کی ہمت پیدا ہوتی ہے اور وہ عظیم ذمہ داریوں کے کوہ گراں کو اپنے کاندھوں پر اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور پھر ان سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ ان کاموں کی انجام دہی میں راضی رہتا ہے اور خوشی کا احساس کرتا ہے۔

## تمام اُصولِ دین انسان کے راہِ کمال کو اُس کے سامنے واضح کرتے ہیں

یہی صورتحال قیامت (معاد) کے عقیدے کی ہے جو انسان کی زندگی پر گہرے

اثرات مرتب کرتا ہے اور اسی طرح نبوت و امامت کا عقیدہ ذمہ داری اور فریضے کو انسان کے دوش پر مقرر کرتا ہے، اس کی زندگی کے راستے کو واضح کرنے، زندگی کے پروگرام کو تعین کرنے اور زندگی کی سمت کو مشخص کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی زندگی کو دوسروں کی زندگی سے ممتاز بناتا ہے۔

## غلط مشاہدہ

اگر ہم اس بات کا مشاہدہ کریں کہ جو زندگی آج ہم دنیا میں دیکھ رہے ہیں، اس میں اسلام کے اصول و قوانین کے پیروکاروں اور معتقد لوگوں کی زندگی ان لوگوں کی زندگی کے ہم رنگ اور یکساں ہے جو نا صرف اسلامی اصول و قوانین سے بے خبر ہیں بلکہ ان پر اعتقاد کے انکاری بھی ہیں یعنی اسلامی اور غیر اسلامی لوگ جو اس دنیا میں ایک جیسی زندگی گذار رہے ہیں اس کی بنیادی وجہ اور اولین سبب یہی ہے کہ توحید کا اعتقاد رکھنے والوں کی اطلاعات درست نہیں ہیں اور نا ہی انہوں نے درست سمت میں آگاہی حاصل کی ہے یا اگر اعتقاد سے آگاہ و باخبر ہیں بھی تو نہ ان کے ایمان نے ان کے دل پر اثر کیا ہے اور نا ہی اسلامی عقائد کو انہوں نے دل سے قبول کیا ہے لہذا زندگی کے بہت سے حساس مواقع پر..... جہاں انسان کے دل کی توجہات ہوتی ہیں..... غور کیا جائے تو وہ لوگ جو حقیقت میں ان اسلامی عقائد کے معتقد ہیں، ان کی زندگی کا طور طریقہ اور کیفیت ان لوگوں سے جدا اور مختلف نظر آئے گی جو اسلامی عقائد کے سلسلے میں ناآگاہ ہیں اور صرف زندگی کی فرصت سے فائدہ اٹھانے والے ہیں ان چند قابل توجہ باتوں کے بعد ہم واپس ان چار ذکر کی طرف پلٹتے ہیں کہ ان میں کن معنی کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔

# سُبْحَانَ اللّٰہِ

## خدا کی تعریف تمام نیکیوں اور اچھائیوں کی تعریف ہے

خدا تمام برائیوں سے پاک و پاکیزہ اور اچھائیوں والا ہے، نا ہی اس کی ذات ایسی ہے کہ کوئی اس کے کاموں میں اس کا شریک ہو اور نا ہی اس کے کام ظلم پر مبنی ہوتے ہیں۔ نا وہ کبھی مخلوق تھا اور نا ہی اس کے کام کبھی حکمت و مصلحت کے خلاف رہے ہیں۔ اسی طرح اس کے تمام کام نقائص اور خرابیوں سے بھی پاک ہیں اور اسی طرح وہ ان تمام صفات سے جو مخلوقات کے لئے لازمی ہیں، پاک ہے۔

نمازی جب یہ جملہ ادا کرتا ہے تو وہ اس کی عظمت اور تمام عیوب سے اس کی پاکیزگی کو سمجھتا ہے اور احساس کرتا ہے کہ وہ جس ذات کے مقابل کھڑا ہے کیا عظیم ذات ہے...... !وہ اس قابل ہے کہ اس کی تعریف کی جائے.....!وہ عظیم ہے کہ اس کے سامنے سر جھکایا جائے اور اس کی عظمت کا احساس کیا جائے۔

نماز پڑھنے والا احساس کرتا ہے کہ خدا کی تعظیم در حقیقت نیکیوں اور کمال مطلق (اور دیگر الٰہی اقدار) کی تعظیم ہے اور خدا کے سامنے سر جھکانا در اصل نیکی اور کمال مطلق کے سامنے سر جھکانا ہے۔ اگر کسی (انسان) کو یہ خیال ہو کہ خداوند عالم کی ذات تمام عیوب سے پاک اور تمام خوبیوں اور نیکیوں والی ہے تو کیا وہ خدا کی عظمت ہی کا احساس کرنے میں ذلت و حقارت محسوس کرے گا؟ ہو سکتا ہے کہ ذلت و حقارت کا تعلق دنیا اور دنیا والوں کی تعریف کرنے سے ہو۔

## خدا کی ذات ..... تمام اچھائیوں ، خوبیوں اور تمام کمالات کا بحرِ بیکراں

اسلام نے جو نماز ہمیں سکھائی ہے وہ ایک ذات کے سامنے سر جھکانا ہے ، ایسی ذات کی تعریف کرنا ہے جو تمام کمالات ، خوبیوں ، نیکیوں اور تمام حسن و جمال کا بحر بیکراں ہے کہ جس کا نا کوئی ساحل ہے اور نا کوئی کنارہ اور نا ہی اس کی گہرائی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔ لہذا نماز خدا کی ایسی تعظیم نہیں ہے جیسا کہ دنیا اور دنیا والوں کی تعظیم جو انسان کو ذلیل کردیتی ہے اور اس کی عزت و شرافت کو گھٹا دیتی ہے ۔ خدا کی تعریف ایسی نہیں ہے جو آدمی کو حقیر کردے اور جس کی وجہ سے انسان خواری کا احساس کرے ۔

انسان ہی وہ وجود ہے جو کسی کے حسن و جمال کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے ۔ انسان خود بھی مطلق کمال و جمال کا متلاشی ہے کہ جہاں کہیں مادیت کے صحرا میں اسے اچھائیوں اور کمالات کا نخلستان ملتا ہے وہ اسے حاصل کرنے اور اس سے فائدہ لینے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ اس لحاظ سے یہ بات فطری معلوم ہوتی ہے کہ انسان دیکھے کہ ایک ذات ایسی ہے جس میں تمام کمالات ، اچھائیاں ، خوبیاں اور جمال بہ درجہ اتم موجود ہیں تو اس کے سامنے خاک پر اپنا چہرہ رکھ دے اور وہ ذات کہ جس میں تمام خوبیاں اور اچھائیاں سو فیصد اپنے عروج پر ہیں ، اس قابل ہے کہ اس کی پرستش اور تعریف کی جائے ۔

## خدا کی ہی تعریف کرنے سے انسان راہِ کمال کو اختیار کرے گا

خدا کی پرستش و تعریف کرنے سے انسان نیکی اور کمال و جمال کی راہ کو اختیار کرنے کی کوشش کرے گا ، کمال کو (اپنے لئے) اچھا سمجھے گا اور اسے حاصل کرنے کی

کوشش کرے گا، خود بھی حسن و جمال کی تعریف کریگا اور اپنے اعمال میں بھی حسن و جمال کے نور کا خواہشمند ہوگا اور حقیقتاً خدا کی پرستش و تعریف کرنا ہی انسان کی زندگی کو کمال و جمال اور نیکی کی راہ اور اس کی اپنی منزل کی سمت میں قرار دے گا۔

مگر کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے اسلام میں نماز اور عبادت کو انسان کی ذلت اور اس کی عزت میں کمی کے مترادف خیال کیا۔ انہوں نے خدا کی عبادت کو دنیا کی مادی طاقتوں کے سامنے سر جھکانا گردانا۔ وہ خیال نہیں کرتے ہیں کہ سر جھکانا کسی مادی ذات کی طرف نہیں ہے بلکہ نیکیوں اور پاکیزگی کے سامنے سر جھکانا اور سر بسجود ہونا ہے۔ لہذا اگر ہم نیکی، پاکیزگی، حسن و جمال اور دیگر صفات الہی کو عظیم خیال کرتے ہیں تو خود ہم میں بھی نیکی، پاکیزگی اور دوسری صفات کے حصول کا جذبہ بیدار ہوگا اور یہی وہ نکتہ ہے کہ جسے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سبحان اللہ.... ہمیں درس دیتا ہے جسے اوپر بیان کیا گیا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ

## انسان کی جہالت

رنج والم سے پر تاریخ میں انسان اپنی زندگی کی بعض مختلف حاجات کی وجہ سے اپنی زندگی کو چھوٹی سطح اور چھوٹے درجے پر بہتر بنانے کا خواہش مند رہا ہے۔ کبھی ممتاز و مشہور شخصیت بنانے کی خاطر تو کبھی چند روز زیادہ زندہ رہنے کی خاطر حتی کہ اکثر مواقع پر روٹیوں کے چند ٹکڑوں کی خاطر، جو اس کی زندگی کی بقا کا سبب ہوں۔ انسان اپنے ان دنیاوی مقاصد کے لئے دوسروں کی غلامی اور اپنی ذلت کو برداشت کرتا رہا جبکہ وہ دوسرے جن کی اس نے غلامی کی، خلقت میں اسی جیسے اور اسی کے ہم پلہ تھے۔ ان میں سے کسی ایک میں بھی کوئی ایسی قابلیت نہیں تھی کہ ان کے سامنے سر جھکایا جاتا مگر انسان چند روزہ زندگی کی خاطر ان کے سلسلے میں غلطی کا شکار رہا، اپنی زبان سے ان کی تعریف اور شکر گذاری کرتا اور اپنے بدن و روح کو ان کے سامنے

جھکا کر ذلیل کرتا رہا۔

اس نے ایسا اس وجہ سے کیا کہ وہ جہالت میں مبتلا تھا کہ یہ نعمت، یہ روزی، یہ عزت، یہ دنیاوی عظمت، یہ عہدہ اور یہ میری نمایاں شخصیت ان بندوں کی مرہون منت ہے اور ان دنیاوی نعمتوں کا وجود صرف انہی کے دم سے ہے لہٰذا اس نے خود کو بدن و روح دونوں کے اعتبار سے ان کے سامنے غلام خیال کیا اور وہ ان مختصر، فانی اور زوال پذیر دنیاوی نعمتوں کے حصول کے لئے نعمت کے (ظاہری) مالک کی غلامی کے لئے تیار ہو جاتا ہے ان کی چمچہ گیری، چاپلوسی اور خوشامد شروع کر دیتا ہے۔

## خدا مالک ہے نا کہ یہ مجبور و کمزور لوگ

اس کے مد مقابل ہمارا نماز میں یہ یاد کرنا کہ "تمام تعریفیں اور تمام شکر یہ صرف خدا کے لئے ہیں ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ تمام چیزیں اور تمام نعمتیں سب خدا کی طرف سے ہیں اور وہی سب کچھ دینے والا ہے۔ خدا کی تعریف کرنا ہمیں متوجہ کرتا ہے کہ یہ صرف آنکھوں کا دھوکہ اور دل کا بہلاوا ہے کہ ہم نعمتوں کو دوسروں کی طرف سے قرار دے رہے ہیں مگر حقیقتاً ان میں سے کوئی بھی اپنی کسی بھی چیز کا مالک نہیں۔

الحمد للہ...... ہمیں یہ بتاتا ہے کہ تمام مال و نعمت کا مالک خدا ہے نا کہ یہ مجبور لوگ۔ یہ لوگ مال اور نعمت کیوجہ سے انسانوں کو اپنا غلام و اسیر بنانا چاہتے ہیں اور انہیں اپنا مطیع و فرمانبردار بنا کر ان سے اپنے احکام کی اطاعت کے خواہشمند ہیں، یہ انسانوں کو اپنا بندہ بنا کر انہیں اپنے اشاروں پر نچوانا چاہتے ہیں۔

نماز ہم انسانوں کی کمزور روحوں کو.... جو تھوڑے اور معمولی مال و دولت کے لئے پریشان رہتی ہیں، دنیاوی لذات کی طرف جھکنے والے ہمارے دلوں اور نعمتوں کی طرف ہماری فریفتہ اور عاشق آنکھوں کو یہ سبق دیتی ہے کہ ان دولت مندوں کی تھوڑی سی بخشش و رحمت و عنایت کو کوئی حیثیت نہ دو اور بظاہر جو لوگ تمہیں اور سارے جہان کو پال رہے ہیں وہ کسی حقیقت کے حامل نہیں ہیں لہٰذا ان کے

غلامی کے لئے سر مت جھکاؤ۔ یہ کیا چیز ہیں؟ اور یہ کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ یہ خدا ہے کہ جس نے یہ سب اسباب پیدا کیے ہیں لہذا اگر وہ تم کو دنیاوی نعمات سے محروم رکھیں تو خاموشی مت اختیار کرو، ان کے ظلم و ستم کو برداشت مت کرو، ان لوگوں نے مال خدا کو ...... جو تمہارا حق ہے ...... جمع کیا ہوا ہے، یہ ظالم و غاصب ہیں اور اس طرح انہوں نے تمہاری روزی کو اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے چنانچہ ان کو مالک مت سمجھو اور نا ہی ان کی خوشامد کرو۔

## وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

یہ اسلام کا نعرہ ہے جو یہ ثابت کرتا ہے کہ پوری کائنات میں صرف ایک ہی نظام جاری و ساری ہے۔ یہ نعرہ وہ آئیڈیالوجی ہے جو کائنات کے مطالعے میں مختلف نظر آتی ہے مگر حقیقت میں ایک ہی ہے۔ اس نعرے میں ایک بات کا انکار ہے اور ایک بات کا اثبات و اقرار۔

انکار یہ ہے کہ دنیا کی تمام طاغوتی اور سرکش طاقتوں اور تمام غیر الہی نظاموں کو یکسر مسترد کر دیا جائے کہ ان میں سے کوئی بھی قدرت کا مالک نہیں ہے سوائے خدا کے اور اس انکار سے انسان خود کو ان کی غلامی سے نجات دے۔

## نام نہاد بڑی طاقتوں اور شیطانی قوتوں کی آرزو

تمام شیطانی طاقتیں اور نظام ہمیشہ اس بات کے آرزو مند رہے ہیں کہ ان کے اصول و قوانین کی پیروی کی جائے۔ ان کے دست و بازو کی طاقتیں اور ذہنی اختراع ہم سے یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ خدا سے انحراف کے راستے پر قدم بڑھاؤ لیکن ہم لا الہ الا اللہ کے ذریعے سے ان کی تمام خواہشات کو ملیامیٹ اور امیدوں کو قطع کر دیتے ہیں خدا کی قدرتوں کے علاوہ تمام قدرتوں، تمام غیر الہی نظاموں اور خدا کے پسندیدہ جذبات کے علاوہ تمام جذبوں کو یہ جملہ ختم کر دیتا ہے اور نمازی تمام غیر الہی نظاموں

کی نفی کے ساتھ خود کو تمام ہستیوں، غلامیوں، ذلتوں اور ہر قسم کے لوگوں کی ہر قسم کی بندگی سے آزاد قرار دیتا ہے۔ اس وقت وہ یہ سمجھتا ہے کہ صرف خدا ہی کا فرمان پیروی کے قابل ہے اور صرف خدا ہی کے ارادے سے کائنات کا نظام جاری و ساری ہے یعنی ایک اسلامی معاشرے کے نظریے کو..... جو دنیا میں حقیقی معنوں میں عملی ہو سکتا ہے..... ایک مسلمان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذریعے سے اسے ضروری سمجھتا ہے اور خدا کی بندگی کو قبول کر کے باقی تمام بندگیوں کو نامناسب اور بے کار و بے فائدہ خیال کرتا ہے۔

## خدا کی بندگی سے کیا مراد؟

بندگی خدا سے کیا مراد؟ بندگی خدا یعنی حکمت سے بھرپور احکامات خدا کے زیر سایہ اپنی زندگی کو بہتر بنانا اور نظام الٰہی کے مطابق..... جو خدا کے واضح کردہ خطوط اور بیان شدہ احکام کے ذریعے ترتیب دیا گیا ہے..... زندگی بسر کرنا اور اپنی تمام قدرت و فکر کو اسی قانون خدا کے نفاذ کے لئے استعمال کرنا تاکہ پوری دنیا اس کے ساتھ حرکت کرے۔

## اسلام کے علاوہ تمام نظاموں کی بنیاد غلط افکار و نظریات پر ہے

خدا کے نظام کے علاوہ زندگی بسر کرنے کے لئے لوگوں نے جو دوسرے قوانین اور نظام بنائے ہیں وہ صرف ایک انسان کی فکر کا نتیجہ ہوتے ہیں جو صرف اسی انسان کی فکر کے محور پر گردش کرتے ہیں۔ ایسے غیر الٰہی نظام اور اصول و قوانین اپنے دامن میں عوام الناس کے لئے بہت سی خرابیاں سمیٹے ہوئے ہیں اور جو جہالت کی ظلمتوں سے اپنا سفر شروع کرتے ہیں۔ ایسے غیر الٰہی نظام جو نا صرف انسان کی حقیقی سعادت و کامیابی سے بے خبر ہیں بلکہ ان کی بنیاد غلط افکار و نظریات پر قائم ہے اور ایسے نظام و قوانین پر

عمل پیرا ہو کر انسان نہ ہی کامیاب ہو سکتا ہے اور نہ ہی اپنی منزل کمال تک کہ جہاں اسے پہنچنا چاہئے..... پہنچ سکتا ہے۔

صرف وہ معاشرہ (سوسائٹی) اور نظام الہی ہے جسے خدا نے بنایا ہے، جو حکمت سے پر ہے اور جسے خدا نے اپنی رحمت کو ظاہر کرنے کے لئے بنایا ہے کیونکہ خداوند عالم کو انسانوں کی حاجتوں کا علم ہے اور وہ اس بات سے بھی آگاہ ہے کہ انسان کی یہ حاجتیں کن ذرائع سے پوری ہو سکتی ہیں چنانچہ اس نے انسانوں کے لئے قانون بنایا ہے تاکہ (ہم) انسان اپنے وجود کو..... جو ابھی ایک چھوٹے سے پودے کی شکل میں ہے..... کمال تک پہنچائیں۔

## عوامُ النّاس کی بہتری صرف اسلام ہی کے ذریعے ممکن ہے

ہم ان تمام نظاموں کے جو دوسروں کے بنائے ہوئے ہیں..... دشمن نہیں ہیں، ہم ان کی قدردانی کرتے ہیں لیکن جو باتیں میں عرض کر رہا ہوں..... وہ انبیا کی ہیں اور تمام انبیائے خدا عالم بشریت کے لئے ایک درد مند باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لہذا وہ لوگ جو اس بات کے خواہشمند ہیں کہ عوام الناس کی زندگی کو بہتر بنائیں اور ایسے مکانات بنائیں کہ جن میں انسانی زندگی بہتر اور ٹھیک طور پر بسر ہو سکے یعنی وہ لوگ جو معاشرے اور سوسائٹیوں کو آباد کرنا اور انہیں سنوارنا چاہتے ہیں، ان لوگوں کو انبیا نے یہ درس دیا اور یہ نصیحت کی کہ:

تم جو ان عوام الناس کی تربیت کرنا چاہتے ہو، نظام الہی کے سوا کسی اور نظام سے تربیت نہیں کر سکتے اور خدائے وحدہ لاشریک نے جو نظام مقرر کیا ہے، عوام صرف اسی کے ذریعے کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں۔

تاریخ نے یہ بات ثابت کر دی ہے اور ہم نے بھی دیکھا اور آئندہ بھی دیکھتے رہیں گے کہ وہ نظام جو خدا کے علاوہ لوگوں نے بنائے ہیں ان کے نتیجے میں عوام الناس نے کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں، کس کس طرح انسانوں کی شخصیت کو پامال کیا گیا اور

انسان کس کس طرح کی عذاب والی زندگی سے دوچار ہوا۔

وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

پس ہر قسم کے غیر الٰہی نظاموں کا انکار کرنے کے بعد ایک معمولی انسان زمانہ جاہلیت کی باتوں کو دیکھ کر اپنے یکتا و تنہا ہونے کا احساس کرتا ہے اور تنہائی سے گھبراتا ہے کہ میرا کوئی مددگار نہیں ہے جبکہ میں خدا کے راستے پر قدم بڑھانے والا ہوں اور جب وہ اپنی نظریں آگے دوڑاتا ہے تو زندگی گذارنے کے تمام نظاموں کو..... جن کو ابھی تک اچھا اور شاندار سمجھتا تھا..... بیکار و فضول خیال کرتا ہے لیکن جب زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی زندگی پر نظر ڈالتا ہے تو ان کی زندگی ایک پہاڑ کی مانند اس کی جانب رخ کیے نظر آتی ہے اور وہ اس بات کا مشاہدہ کرتا ہے کہ وہ جن چیزوں اور قدرتوں کی نفی کر رہا ہے وہ اس کے سامنے جلوہ افروز ہیں اور اپنی شان و شوکت کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ زمانہ جاہلیت کے نظاموں کی شان و شوکت اسے خوف زدہ کرتی ہے اور یہی وہ لمحہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ اکبر..... اللہ ان تمام باتوں سے بزرگ تر ہے، وہ تمام لوگوں، تمام قدرتوں اور ان تمام طاقتوں سے بھی جو لوگ ظاہر کر رہے ہیں، بڑا ہے اور وہ اس سے بھی بزرگ ہے کہ ہم اس کی تعریف کریں۔

## خدائی نظام سے وابستگی نجات اور کامیابی کی علامت ہے

کائنات کو چلانے کے لئے جو اصول و قوانین مرتب کیے گئے ہیں اور جو نظام جاری و ساری ہیں خواہ وہ دنیا کے مادی قوانین ہوں یا تاریخ کے، سب کے سب خدا ہی کے قوانین ہیں۔ پس وہ یہ خیال کرتا ہے کہ انتہائی درجے کی سعادت و کامیابی اسی وقت ممکن ہے کہ جب میں خود کو ان قوانین اور الٰہی سنتوں سے وابستہ کر لوں گا۔ حقیقی نجات صرف خدائی اصولوں کی پابندی اور ان کے مطابق زندگی گذارنے میں ہے اور دنیا میں صرف وہی لوگ کامیاب ہیں جو تاریخ بشریت میں ہونے والی کشمکش

میں صرف خدا کے اطاعت گذار رہے۔

## انسانِ کامل کا ایمان

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھا تھا کہ لوگ کچھ نہیں کر سکتے بلکہ خدا ہی سب کچھ کرنے پر قادر ہے اور آپ اپنے پورے وجود کے ساتھ اس بات پر ایمان کامل رکھتے تھے اور اس کا احساس کرتے تھے چنانچہ یہی وجہ تھی کہ آپ نے تن و تنہا مکے کے تمام گمراہوں کے سامنے قیام کیا تھا بلکہ آپ پوری دنیا کے مقابل کھڑے ہوگئے اور آپ جیسی ہی شخصیت سے ایسی پامردی، استقامت اور ہمت کی امید کی جا سکتی ہے چنانچہ آپ نے استقامت کے ساتھ اپنی کوشش کے ذریعے اس زمانے کی گمراہ انسانیت کے قافلے کو..... جو اپنی منزل کی راہ کو گم کر کے مختلف خود ساختہ خداؤں کے پاس بھٹک رہا تھا، اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ طاغوتی طاقتوں کے پیچھے نہ چلے۔ اس طرح آپ نے ان گمراہوں کو ذلت و غلامی کے راستے سے نجات دلائی اور انہیں اس راستے پر گامزن کیا جو فطرت اور ان کے کمال کا راستہ تھا۔ با الفاظ دیگر آپ نے ان کو تاریکی و ظلمت سے نکال کر نور میں لا کھڑا کیا۔

لہٰذا وہ شخص جو انسانوں کے درمیان تھوڑی بہت قدرت رکھنے والے لوگوں، ان کے ظلم و زیادتیوں اور سختیوں کے مقابلے میں آپنے آپ کو چھوٹا اور کمزور سمجھتا ہے اور خود کو بے ارادہ..... کہ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا ہوں، خیال کرتا ہے اگر وہ اس نکتے کو سمجھ لے اور اس بات پر صدق دل سے ایمان لے آئے کہ یہ طاقتور لوگ اور ان کی طاقتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہیں کیونکہ ان سب سے بڑی بلکہ سب سے برتر طاقت خدا ہے۔ تو اس کے دل کو سکون و اطمینان نصیب ہوگا اور اس کے باطن میں امید خدا کی آگ روشن ہوگی کہ خدا کی مرضی کے بغیر یہ طاقتیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اور یہی اطمینان و سکون اور خدا سے امید اسے عظیم اور کامیاب ترین انسان بنا دے گی۔

یہ تھا تسبیحات اربعہ کے چار ٹکڑوں کے فوائد و مقاصد کا خلاصہ جو یہاں بیان کیا گیا کہ جن کی ہم تیسری اور چوتھی رکعت میں قیام کی حالت میں تکرار کرتے ہیں۔

# رکوع

نماز پڑھنے والا قرأت کے بعد رکوع میں چلا جاتا ہے (۲۷) یعنی خدا کے سامنے جو انسانی فکر کی آخری حدود سے بھی آگے اور بالاتر اور تمام نیک صفات اور عظمتوں کا حامل ہے، اپنے سر کو اس کی تعظیم کے لئے جھکا دیتا ہے۔

رکوع خدا کی قدرت کے سامنے انسان کے خضوع اور اس کے دل میں خدا کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے اور مسلمان چونکہ خدا کو عظیم قدرت سمجھتا ہے تو اس کے سامنے رکوع میں جھک جاتا ہے اور چونکہ وہ کسی کو بھی خدا کے سوا انسانیت سے بلند و بہتر خیال نہیں کرتا ہے لہذا کسی بھی ایک شخص اور کسی بھی چیز کے سامنے اپنے سر کو جھکانے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے، چنانچہ ایسی حالت میں اپنے بدن کو خدا کے سامنے خضوع یعنی جھکانے کی حالت میں لے آتا ہے اور اپنی زبان سے خدا کی حمد، اور عظمت کو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ (۲۸)۔

پاک و بے عیب ہے میرا رب جو عظیم ہے اور میں اس کی تعریف کرتا ہوں۔

یہ عمل کہ جس کے ساتھ ساتھ اس کی زبان بھی حرکت کرتی ہے..... نماز پڑھنے والے اور ان تمام لوگوں کو جو اس کی اس حالت کو دیکھتے ہیں کہ یہ انسان کے سامنے

(۲۷) نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد کے بعد ایک کامل سورے کی تلاوت واجب ہے جبکہ تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ یا فقط سورہ حمد لیکن نماز باجماعت میں تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ۔

(۲۸) یا اس کی جگہ تین (۳) مرتبہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ۔

خضوع کے ساتھ اپنے سر کو جھکا رہا ہے، ظاہر کرتا ہے کہ وہ خدا کی بندگی کا اقرار کر رہا ہے اور چونکہ وہ خدا کا بندہ ہے لہٰذا غیر خدا کا بندہ نہیں ہے اور حقیقتاً وہ انسان خدا کے سامنے جھک کر واضح طور پر علی الاعلان اپنی سعادت و سرفرازی اور دوسروں کی بندگی سے اپنی آزادی کا اعلان کرتا ہے۔

# سجدہ

پس جب نمازی رکوع سے سر اٹھاتا ہے تو ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ گویا وہ ایسی تعظیم و بندگی کے لئے آمادہ ہے جو پہلے سے بھی زیادہ ذلت کے ساتھ ہو یعنی وہ خود کو خاک پر گرا دے گا۔

پیشانی کو خاک پر رکھنا انسان کے خضوع اور ذلت کی آخری حد ہے اور انسان کا اس حد تک خضوع یعنی ذلت کے ساتھ جھکنا صرف ایک ذات یعنی خدا کو عظیم و بزرگ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔

خدا کے سامنے سر جھکانا دراصل تمام اعلیٰ صفات، تمام نیکیوں اور تمام حسن و جمال کے سامنے سر جھکانا ہے لہذا انسان اپنے خدا کے سامنے اس طرح سر جھکانے کے بعد کسی بھی انسان اور کسی بھی چیز کے سامنے سر جھکانے کو حرام اور نامناسب سمجھتا ہے کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ انسانی وجود وہ گوہر نایاب ہے جو بازار ہستی میں سب سے زیادہ قیمتی اور لائق عزت ہے کہ اگر انسان غیر خدا کے سامنے سر جھکائے تو نا صرف اس سے انسان کی عزت ختم ہو جاتی ہے بلکہ انسان پستی و ذلت کے تاریک کنویں میں اپنے آپ کو گرا کر ذلت و خواری کا طوق اپنی گردن میں ڈال لیتا ہے۔

ایسی حالت میں ..... جبکہ وہ اپنے سر کو خاک پر رکھے ہوا ہے ..... وہ خود کو عظمت خدا میں غرق دیکھتا ہے۔ اس کی زبان سر جھکی ہوئی حالت میں انہی خیالات کو ظاہر کرتی ہے اور وہ اپنی زبان سے ذکر خدا جاری کرتا ہے جو کہ حقیقت میں اس کے اسی عمل کی تفسیر ہوتا ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ (۳۹)۔

پاک و بے عیب ہے میرا رب جو سب سے اعلیٰ ہے اور میں اس کی تعریف کرتا ہوں

---

(۳۹) یا اس کی جگہ تین (۳) مرتبہ کہے: سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ۔

خداوند عالم جو سب سے برتر و اعلیٰ ہے جو تمام نیک صفات کا حامل اور ہر نقص و عیب سے پاک ہے اور تمام ہستیوں میں تنہا وہی ایک ہے جو اس لائق اور قابل ہے کہ انسان زبان سے اس کی حمد و ستائش بیان کرے اور اس کے سامنے خاک پر اپنے چہرے کو رکھ دے۔

پس نماز کا سجدہ..... جو خاک پر سر رکھنا ہے..... کسی ایسی ذات کے لئے نہیں ہے جو کمالات کے لحاظ سے ناقص اور کمزور و ضعیف ہے۔ اسی طرح نماز کا سجدہ نا ہی ان بتوں کے لئے ہے کہ جن کے سامنے لوگ اپنے سروں کو جھکا دیتے ہیں اور نا ہی نماز کا سجدہ ان گھٹیا قدرتوں کے لئے ہے جو اندر سے کھوکھلی اور بے حقیقت ہیں بلکہ سجدے میں خاک پر سر رکھنا دراصل اس کے لئے ہے جو کائنات میں اعلیٰ ترین، ہر عیب سے پاک اور تمام عظمتوں، خوبیوں اور کمالات والا ہے۔

نماز پڑھنے والا سجدے میں سر کو جھکا کر یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ خدا حکیم و بصیر کا فرمانبردار اور اطاعت گذار ہے اور وہ اپنے اس تسلیم (سر جھکانے) اور حکم خدا کی فرمانبرداری سے خود کو تلقین کرتا ہے اور اپنے دل کو یاد دلاتا ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ہم جان چکے ہیں کہ یہ نظریہ کہ عبادت و بندگی صرف اور صرف خدا کے لئے ہو..... وہ نظریہ ہے جس کی وجہ سے انسان خود کو تمام انسانوں کی بندگی، قید اور ان کی ذلتوں سے..... جن میں وہ ابھی تک گرفتار تھا..... آزاد کرا لیتا ہے۔

رکوع اور سجدے کے ان دو ذکر کا سب سے اہم اثر کہ جس کی وجہ سے ہمیں امید کرنی چاہئے، یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے والے کو یہ درس دیتے ہیں کہ وہ کون سی ذات ہے کہ جس کے سامنے ہمیں سر جھکانا ہے، خضوع اختیار کرنا ہے اور اس کی تعریف کرنی ہے اور بندے کا سر جھکانا، خضوع اختیار کرنا اور خدا کی تعریف بیان کرنا دراصل خدا کے علاوہ تمام طاقتوں کا انکار ہے اور شاید اسی موضوع کی طرف اس

حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ جس میں امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

"انسان کی خدا سے سب سے نزدیک ترین حالت..... حالت سجدہ ہے"۔(۳۰)

---

(۳۰) اقرب مایکون العبد الی اللہ و ھو ساجد۔۔ سفینۃ البحار جلد ۱ مادہ سجدہ۔

# تشہد

ہر نماز کی دوسری اور آخری رکعت میں جب نمازی دو سجدوں کے بعد سر اٹھا کر بیٹھتا ہے تو اس حالت میں تین جملوں کو اپنی زبان سے ادا کرتا ہے جو دین کے حقائق اور عظمتوں کی ترجمانی کرتے ہیں۔ نمازی کا یہ عمل کہ جس میں اس کا بولنا بھی شامل ہے، ہم اسے تشہد (گواہی) کا نام دیتے ہیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔

اور پھر اس حقیقت کو بطور تاکید ادا کرتا ہے،

وَحْدَهٗ..... صرف وہ ہے (کائنات کا خدا)

دوبارہ اور طریقے سے اپنی زبان کے ذریعے اس حقیقت کی تکرار کرتا ہے۔

لَا شَرِيْكَ لَهٗ..... اس کی خدائی میں اس کے ساتھ کوئی نہیں ہے۔

ہر وہ آدمی اور ہر وہ چیز جو انسان کو اپنی بندگی کی طرف کھینچتی ہے اور وہ ذات کہ جس کے احکام کی انسان اطاعت کرتا ہے..... اس کا معبود (الہ) ہے..... خواہ وہ خواہشات کی اطاعت ہو یا حیوانی میلانات کی، شہوات کی اطاعت ہو یا لالچ کے پیچھے بھاگنا ہو غرض وہی انسان کا معبود ہوگا جس کے پیچھے انسان ہے اور جس کے احکام کی انسان اطاعت کرتا ہے۔

کسی معاشرے یا نظام کو چلانے کے لئے ان کے قوانین بنانے والوں اور بڑے لوگوں نے دوسرے چھوٹے انسانوں کو مجبور کیا کہ وہ ان کی خدمت کریں اور جس بہانے سے بھی عوام الناس کو مجبور کیا یہ سب الوہیت کی ہی شکل ہے۔

## تشہد خدا کے علاوہ تمام طاقتوں کی نفی ہے

تشہد میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا دراصل اس قسم کے تمام احکامات کی پیروی سے انکار ہے۔ تشہد گواہی دینا ہے اور نماز پڑھنے والا تمام طاقتوں کی نفی کرتے ہوئے گواہی دیتا ہے کہ وہ صرف خدا کے احکام کی پیروی کرنے والا ہے یعنی نماز پڑھنے والا صرف اس بات کو قبول کرتا ہے اور صرف اس ذمہ داری کو اپنے کاندھوں پر اٹھاتا ہے کہ صرف خدائے اور واحد یکتا ہی ہے جسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ حکم جاری کرے اور انسان صرف اسی کے سامنے سر جھکائے۔

لہذا جس شخص نے یہ نظریہ قبول کرلیا تو اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے موجود..... خواہ وہ کوئی بھی ہو، کتنا ہی بڑا انسان کیوں نہ ہو، حیوان ہو یا فرشتہ، جمادات ہوں یا پھر اس کے نفس کی خواہشات و شہوات..... کی بندگی اور حکم کو قبول کرے اور نا ہی اسے یہ حق حاصل ہے کہ اپنے بدن کو ان کی اطاعت میں جھکا دے لیکن اس بیان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا کا ماننے والا اور اطاعت گذار معاشرے میں کسی اجتماعی نظام کا قائل نہیں ہے یا وہ کسی کے حکم کو قبول نہیں کرتا ہے۔ کیوں؟

اس لئے کہ یہ بات تو واضح ہے کہ انسان کو لوگوں کے ساتھ مل جل کر اجتماعی طور پر زندہ رہنا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آپس میں کچھ عہد و پیمان ہوں اور کچھ نظاموں اور اصول و قوانین کی پیروی ہو۔ مسلمان ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ کسی قسم کے اجتماعی اصول و قوانین کو خاطر میں نہیں لائے گا بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ کسی ایسے حکم یا نظام کو جو خدا کے فرمان کے مطابق نہ ہو..... نا ہی قبول کرے گا اور نا ہی اسے اپنے اوپر مسلط کرے گا۔ مسلمان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی شخصی و اجتماعی زندگی میں صرف خدا کے احکام کی پیروی کرنے والا ہوگا۔

چنانچہ ایسے بہت سے احکام جو خداوند عالم نے جاری کیے ہیں اور لوگوں کے

درمیان رہن سہن کے جو اصول وضع کیے ہیں، ان کے لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ کچھ ایسے لوگ ہوں جن کی اطاعت کی جائے اور معاشرے میں رائج قوانین کی پابندی ہو لہٰذا خدا کا ماننے والا اس سوسائٹی کے انہی قوانین کی پیروی کرے گا۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ سوسائٹی کے جن احکام کی اطاعت کر رہا ہے وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ ان لوگوں کی خواہشات نفس ہیں یا ان کے سرکش نفسوں نے اپنی مرضی اور جی چاہنے کی بنا پر جو قانون بنا دیا ہے اسے اس نے قبول کر لیا ہے۔ وہ کیوں قبول نہ کرے..... اس لئے کہ یہ سب قوانین اور نظام تو اس کے جیسے لوگوں کے بنائے ہوئے ہیں بلکہ مسلمان تو حقیقتاً ان قوانین کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے جو خدائے حکیم و بصیر نے اپنے ارادے سے مقرر کئے ہیں کیونکہ صرف خدا ہی ہے جو یہ جانتا ہے کہ معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے کون سا قانون ضروری ہے، معاشرے کی کیا حاجات ہیں اور خدا ہی مقرر کرتا ہے کہ کون لوگ ہیں جو قابل حکومت و اطاعت ہیں اور یہ خدا کے مقرر کردہ لوگ بھی خدا ہی کے بیان کردہ احکامات کو اس کے بندوں کے درمیان رائج کریں گے۔

قرآن کی یہ آیت اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

"اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ان کی جو تم میں اولی الامر ہیں"

خدا کی اطاعت، اس کے رسول کی اطاعت اور ان لوگوں کی اطاعت جن کو خداوند عالم نے تمہارے درمیان مقرر کیا ہے اور جو صاحبان حکم ہیں..... انہی کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور شاید اسی حقیقت کو دیکھتے ہوئے نمازی تشہد کا دوسرا جملہ کہتا ہے۔

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

"اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کا پیغام لانے والے ہیں۔"

یہ قبول کرنا کہ محمد صلعم اللہ کا پیغام لانے والے ہیں ... دراصل ان معنی میں یہ قبول کرنا ہے کہ وہی خدا کے نمائندے اور خلیفہ نہیں بالفاظ دیگر اگر ہم راہ خدا کے متلاشی ہیں تو ہمیں راہ محمد کو دیکھنا ہوگا اور خدا کے احکام و فرمان کو خدا کے اس برگزیدہ بندے سے لینا ہوگا۔

خدا کے ماننے والوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے خدا کے پسندیدہ راستے کو پہچاننے میں غلطی کی ہے لہٰذا تشہد میں یہ بیان کرنا کہ محمد خد کا پیغام لانے والے ہے ... انسانوں کی تلاش و حرکت کا رخ مقرر کرتا ہے لہٰذا خدا پرست انسان کو چاہیے کہ اپنی زندگی کو رسول اسلام کے بیان کردہ احکامات کے مطابق گذارے تاکہ اس کا خدا پرستی کا دعویٰ صحیح ثابت ہو۔

اس جملے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بندگی کی طرف توجہ دی گئی ہے اور اسی سے اس جملے میں "عبدہ" پہلے ہے اور "رسولہ" بعد میں۔ یعنی پہلے بندگی ہے اور بعد میں رسالت گویا اس کے ذریعے سے یہ چاہا گیا ہے کہ اسلام کی عظیم الشان صفت کو متعارف کرایا جائے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان کی عظمت کمال اور فضیلت کا خلاصہ اس چیز میں پنہاں ہے کہ وہ خدا کی بندگی کرے اور بندگی کے رشتے کو خلوص کی بنیادوں پر قائم کرے اور وہ انسان جو میدان بندگی خدا میں سب سے آگے ہے، انسانیت کے درجات کے لحاظ سے بھی اس کا درجہ بہت بلند ہے۔

جو شخص یہ جانتا ہے کہ خدا کی بندگی کا مفہوم کیا ہے چنانچہ اس کے لیے پیغمبر کے بارے میں بیان کئے گئے ارشاد کو سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر انسان یہ خیال کرے کہ خدا کی بندگی کا مطلب یہ ہے کہ میں اس ذات کے سامنے کہ جس کے تمام کام حکمت سے پر ہیں، جو صاحب بصیرت ہے، وہ جو کچھ ہمارے لئے کر رہا ہے وہ سب کا سب رحمت ہے اور اس کی ذات خوبیوں والی ہے.... خضوع اختیار کروں، اس کے سامنے اپنے دل کو جھکا دوں اور اس کے ساتھ ساتھ خواہش نفس کی اطاعت اور

غیروں کی غلامی سے خود کو آزاد کرنا ہی اگر بندگی خدا کے معنی ہیں تو پھر دنیا میں اس سے بڑھ کر اور کون سی قدر و قیمت والی بات پائی جاتی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دنیا میں جو برائیاں نظر آتی ہیں، لوگ جن پستیوں میں پڑے ہوئے ہیں، لوگوں کے دلوں میں جن شقاوتوں اور اخلاق رذیلہ نے گھر کیا ہوا ہے اور انسان کی زندگی میں آنے والی تاریکیوں کی اصل اور بنیادی وجہ یہی ہے کہ انسان اپنی خواہش نفس کی غلامی کرتا ہے یا اس قسم کے دعوے کرنے والے انسانوں کی سرکشی اور طغیانی کی اطاعت کرتا ہے ۔ چنانچہ اگر انسان یہ اعلان کرے کہ وہ صرف خدا کی بندگی کرے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے نفس اور دوسروں کی بندگی کو یکسر مسترد کر دیا اور دل میں اٹھنے والے جذبات کو جلا کر خاک کر دیا۔

تشہد کے ان دو جملوں میں ایک بہت ہی عمدہ، قابل توجہ اور باریک نکتہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا توحید اور نبوت کا اقرار ایک ہی گواہی میں کرتا ہے اور خدا کی توحید اور محمد کی بندگی و رسالت کی شہادت دیتا ہے۔

اس کی یہ گواہی حقیقت میں اس معنی میں ہے کہ میں خدا کی عبادت اور محمد کے تمام پیغاموں کو قبول کر رہا ہوں ۔ اس عقیدے کا مقصد اپنے کاندھوں پر ذمہ داری لینا ہے ۔ گویا نماز پڑھنے والا گواہی دینے کے ساتھ ساتھ یہ چاہتا ہے کہ میں ان تمام ذمہ داریوں کے سامنے ..... جو مجھ پر ان دو عقیدوں (یعنی توحید و نبوت) کی وجہ سے عائد ہوتی ہیں .... اپنی گردن جھکا دوں۔

تشہد کا مطلب صرف علم حاصل کرنا نہیں ہے کہ جس کے ساتھ کوئی عمل نہ ہو، ایسا علم کہ جس کے ساتھ کوئی ذمہ داری اور عہد و پیمان نہ ہو (بے کار ہے) اور نہ ہی تشہد ایسا یقین ہے کہ جس کے نتیجے میں کوئی عمل اور جدوجہد نہ ہو ۔ ایسے عقیدوں اور علم و یقین کی اسلام میں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

یہ گواہی دینا کہ میں خدا کی عبادت کرنے والا اور محمد کے ذریعے اس کے پیغامات کو (دل و جان سے) قبول کرنے والا ہوں اور اس ذیل میں تمام عہد و پیمان

کو قبول کرتا ہوں تاکہ میں ان حقائق کے ذریعے سے کامیاب ہو جاؤں ۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ نماز میں تشہد کا ادا کرنا در اصل خدا سے کیے گئے عہد و پیمان کی تجدید کرنا ہے کہ جسے نمازی خدا اور اس کے رسول کے ساتھ کرتا ہے ۔ اس کے بعد تشہد کا تیسرا اور آخری جملہ ہے جو خدا سے درخواست اور اس کی بارگاہ میں دعا پر مشتمل ہے ۔

# دُرود

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

خداوندا ... درود بھیج محمد اور خاندان محمد پر۔

محمد اور ان کا پاک اور طاہر خاندان ... خدا کی رحمتیں ان پر ہوں ..... مکتب اسلام کا کامل اور اعلی ترین نمونہ ہیں۔ نماز پڑھنے والا اپنی دعا کی زبان میں ان اعلی نمونوں، بہترین شخصیات اور مشعل راہ افراد کی یاد کو اپنے دل میں تازہ کرتا ہے اور ان پر درود بھیج کر ان سے اپنا روحانی رشتہ استوار کرتا ہے۔

## کامل نمونوں کا ہونا ضروری ہے

زندگی بسر کرنے والے اور کسی دوسرے مکتب پر عمل کرنے والے لوگوں کے لئے اس مکتب کے مطابق اگر اعلی اور کامل ترین نمونہ نہ ہو اور وہ کسی شخصیت کو اپنے مکتب کے نظریے پر عمل پیرا نہ دیکھیں تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ وہ عمل کے وقت غلط سمت میں قدم اٹھائیں اور نتیجے میں اپنی راہ سے بھٹک جائیں اور یہی وجہ ہے کہ خدا کے راستے پر خدا کی بندگی کرنے والے لوگ اور انبیا کے نظریے ہر زمانے میں موجود رہے ہیں۔ ہر دور میں جب انبیا خدائی مکتب کا پیغام لیکر آئے تو انہوں نے عوام کے سامنے اعلیٰ نمونوں کو پیش کیا اور اسی وجہ سے انبیا کا پیش کردہ نظریہ حیات باقی اور محفوظ رہا۔

تاریخ میں ایسے صاحبان عقل کثرت کیساتھ ملیں گے جن کی کوشش فقط یہ تھی کہ وہ انسانوں کی زندگی اور ان کی سعادت و خوش قسمتی کے لئے نقشے بنائیں،

پروگرام مرتب کریں اور مدینہ فاضلہ ..... کہ جو امن و امان کا شہر ہے..... کا تصور پیش کریں چنانچہ انہوں نے اس مقصد کے لئے کتابیں لکھیں لیکن پیغمبر کا طور طریقہ اور تھا انہوں نے دوسرے لوگوں کی طرح بحث اور فلسفیانہ خیالات کو نہیں چھیڑا بلکہ اپنے نظریے کو عملی طور سے پیش کیا، خود اس پر عمل کیا اور اپنے نظریے پر عمل پیرا لوگوں کے ذریعے معاشروں اور سوسائٹوں کے لئے افراد تیار کئے اور یہی وجہ ہے کہ پیغمبروں کا مکتب اور ان کا نظریہ ہر زمانے میں زندہ رہا جبکہ عقلمند لوگوں اور فلسفیوں نے زندگی اور عظمت انسانی کے جو فارمولے اور نظام تیار کئے تھے وہ صرف کتابوں کے اوراق میں ہی باقی رہے۔

نماز پڑھنے والا محمد اور ان کی آل کے لئے..... جو مکتب اسلام کے منتخب ترین نمونے اور روشن و درخشاں ستارے ہیں..... دل سے دعا کرتا ہے کہ جنہوں نے اپنی مختصر سی زندگی مکتب اسلام کے قوانین کے مطابق بسر کی اور لوگوں کو بتایا کہ اسلامی نظریے میں اعلیٰ درجے کا انسان کیسا ہوتا ہے؟

## نمازی کی خواہش

نماز پڑھنے والا ان لوگوں کیلئے درود بھیجتا ہے اور ان کے لئے خدا سے درخواست کرتا ہے اور یہ خواہش کرتا ہے کہ ان اعلیٰ ترین اور منتخب نمونوں یعنی محمد وآل محمد سے اس کا روحانی رشتہ قائم ہو جائے کیونکہ یہ روحانی رشتہ اعلیٰ کمالات کی طرف کشش کا سبب ہوگا۔ یہ طاقتور کشش ..... اس راستے اور اس مقصد کی طرف جس راہ پر انہوں نے قدم بڑھایا اور جس سمت انہوں نے پیش قدمی کی..... اسے بھی کھینچے اور اس کا ان پاکیزہ ترین افراد سے روحانی رشتہ اور قلبی تعلق لگاؤ اور زیادہ مستحکم، مضبوط اور گہرا ہو۔

لہذا محمد وآل محمد پر درود بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا ان پاک و پاکیزہ ہستیوں کی طرف متوجہ ہو جو اسلام کے منتخب وجود اور اعلیٰ ترین نمونے ہیں

اور ان عظیم شخصیات کو اپنے سامنے لا کر اور انہیں یاد کرنے کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان اس راستے کو پہچانتا رہے کہ جس راستے پر ان عظیم افراد نے قدم اٹھائے تاکہ وہ اس طرح عمل کے لئے جدوجہد پر آمادہ رہے۔

☆

# سلام

نماز میں تشہد کے ساتھ ساتھ تین اور درود یعنی سلام ہیں البتہ یہ سلام خدا اور اس کے نام کی یاد کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں (۳۱) ۔پس معلوم ہوتا ہے نماز خدا کے نام سے شروع ہوتی ہے اور خدا ہی کے نام پر اپنے انجام و اختتام تک پہنچتی ہے اور اس میں شروع سے آخر تک مسلسل خدا کا نام لیا جاتا اور اسے یاد کیا جاتا ہے ۔اگر کسی جملے یا ذکر میں پیغمبر یا ان کے خاندان کا تذکرہ ہے تو وہ بھی خدا کی یاد اور اس سے دعا کے ساتھ ہوتا ہے کہ "خداوندا..... ان پر اپنی لطف و رحمت نازل فرما۔"

سلام میں پہلا جملہ نماز پڑھنے والے کی طرف سے درود ہے خدا کے پیغمبر پر اور خدا سے اس کے اس بندے کے لئے طلب رحمت ہے جو خدا کا عظیم اور برگزیدہ بندہ ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

"درود (سلام) ہو آپ پر اے پیغمبر اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر ہوں"

## خدا کے رسول کا اعلانِ حق

پیغمبر اسلام..... اسلام کے بنیاد گذار یعنی اسلام کے مقصد عظیم کو دنیا میں رائج کرنے والے ہیں اور اس وقت نماز پڑھنے والا اس کام میں اپنے آپ کو داخل خیال کرتا ہے کہ جس کام کے لئے انہوں نے قدم اٹھایا اور جس کام کی حضور نے بنیاد ڈالی یعنی توحید کے اعلان حق کو انہوں نے باآواز بلند لوگوں کے سامنے پیش کیا اور اس کے ذریعے پوری دنیا کو ہلا ڈالا اور انہوں نے انسان کی بہترین زندگی کے نظام اور

اصول و قوانین کو ہمیشہ کے لئے زمانے میں نافذ کر دیا۔

یہ پیغمبر ہی تھے کہ جنہوں نے انسان اور معاشرے کے حقیقی چہرے کو ہم سے متعارف کرایا کہ جسے دین کے مطابق ہونا چاہیئے ۔ ایسا معاشرہ کہ جس میں اسلامی نظریات کے مطابق انسان تیار ہوں چنانچہ نماز پڑھنے والا انہی اعلان و شعار کو اپنی نماز میں کچھ درس اور رہنمائیوں کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ جنہیں وہ اپنی زندگی اور اپنے زمانے میں عملی کرنا چاہتا ہے اور وہ اس بات کا بھی خواہش مند ہوتا ہے کہ وہ ایسا قدم اٹھائے جو ایک بے مثال و اعلیٰ ترین معاشرے کے قیام اور انسان سازی کے لئے ہو۔

پس یہ بے موقع نہیں ہے کہ اس نماز کے آخر میں اپنے پیغمبر و پیشوا کو..... جس نے خود اسے دین پر عمل کے لئے آمادہ کیا اور اس راہ پر اس کی رہنمائی کی..... سلام سے یاد کرے اور اپنی زبان سے اپنے پیغمبر کی راہ اور ان کے ساتھ ہونے کا اعلان کرے کہ وہ اپنے رہبر کے راستے پر ہے۔

نماز پڑھنے والا دوسرے جملے میں خود اپنے، اپنے ساتھیوں اور خدا کے تمام نیک بندوں پر سلام و درود بھیجتا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادَ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ.....

....."سلام ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر".....

نماز پڑھنے والا یہ سلام بھیج کر نیک بندوں کو اپنے دل میں یاد کرتا ہے کیونکہ ان کی یاد اس کے دل کو گرمانے کا سبب بنتی ہے۔

## دنیا کی ظاہری چمک اور اُس کی حقیقت

یہ دنیا کہ جہاں ہر طرف گناہ کے جلوے ہیں، پستی، گھٹیا پن، چھوٹی مادی باتیں ہیں، ظلم و ستم، نجاستیں، برائیاں، بدیاں اور ظلمت و تاریکیاں چاروں جانب

ے دنیا کو گھیرے ہوئے ہیں اور تمام لوگ انہی برائیوں میں غرق ہیں ..... ایسے ماحول میں ایک ہوشیار اور صاحب دانش کی دور اندیش نگاہیں اسے خبردار کردینگی کہ ہر طرف انسانیت کا افلاس ہے، انسانیت ختم ہوچکی ہے اور تم دنیا میں جو چمک دمک دیکھ رہے ہو اور جو ظاہری خوشنما رنگ تمہیں نظر آرہا ہے اس کے پیچھے صرف انسانیت کی پستیاں، ذلتیں، نجاستیں، خرابیاں، برائیاں اور سیاہیاں اپنے تمام سازو سامان کے ساتھ اپنے عروج پر ہیں۔

نمازی اس بات کا اچھی طرح مشاہدہ کرتا ہے کہ اس دنیا میں حق کو طلب کرنے والے اور انسانیت کی اصلاح و بہبود کے بلند و بانگ دعوے کرنے والے بکثرت موجود ہیں لیکن یہ دعوے کرنے والے اپنے ان دعوں کے ذریعے اپنی اور اپنی دنیا کی حقیقت کو چھپا نہیں سکتے کیونکہ حقیقت بڑی ذلت والی ہے کہ سب ہی نفس پرست اور دنیاوی شان و شوکت کے طلبگار ہیں ۔ یہ دنیا وہ جگہ ہے کہ جسے امام علیؑ، امام حسینؑ اور امام جعفر صادقؑ نے خالی کردیا اور اب صرف شور وغل کرنے والے اور عوام کو دھوکہ دینے والے معاویہ، یزید اور منصور دوانیقی جیسے موجود ہیں۔

مختصر یہ کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ جہاں شیطان کے اطاعت گذار لوگ ایسے مقامات پر ہیں جہاں خدا کے نیک بندوں کو ہونا چاہئے تھا۔ پھر بھلا ایسے برے زمانے میں ایسا کیونکر ہوسکتا ہے کہ انسان کسی نیکی، بھلائی اور کسی حقیقت کی طرف توجہ کرے اور ایسا کیونکر ممکن ہے کہ انسان اس انتظار میں رہے کہ بھلائی کا ماحول پیدا ہوگا۔ ایسا زمانہ جس کے حالات ابھی بیان کئے گئے کہ ہم صرف انتظار ہی کرسکتے ہیں کہ ہر طرف گناہ ہونگے، نجاستیں ہونگی، ناکامیاں ہونگی اور ہر طرف لوگوں کا حق چھینا جارہا ہوگا۔ ان تمام باتوں اور کاموں کے علاوہ ہم اور امید بھی کیا کرسکتے ہیں اگر ہم کوشش بھی کریں تو ہم آسانی کے ساتھ بھی (امید) نہیں کرسکتے۔

## خدا کے نیک بندے ...... اُمید کی کرن

چنانچہ ایسے برے ماحول میں یہ کہنا کہ سلام ہو تم پر اے خدا کے نیک بندوں،

خدا کے نیک بندوں کو (خدا ہی اجازت سے) ہمراہی اور امداد کے لئے پکارنا افسردہ اور مردہ دلوں کو تسلی اور نوید مسرت دیتا ہے۔ گویا سلام ہو تم پر اے خدا کے نیک بندوں..... کہنا در حقیقت ہمارے قلوب کی تاریکی میں امید کی کرن ہے جو ہماری دل کی تاریکی کو یہ خوشخبری دیتی ہے کہ افسردہ مت ہو، تاریکی سے مت گھبراؤ..... ابھی روشنی باقی ہے، ابھی سپیدی سحر ہے جو تاریکیوں اور ظلمتوں کے بادلوں کو چھاٹ دینے والی ہے۔

نماز میں یہ کہنا کہ سلام ہو تم پر اے خدا کے نیک بندوں..... نمازی کو متوجہ کرتا ہے کہ یہ دنیا نیک اور اچھے لوگوں سے خالی نہیں ہے بلکہ اس دنیا میں تمہارے یار دوست اور تمہارے ساتھ محاذ پر جا کر کام اور جدوجہد کرنے والے موجود ہیں اور حقیقتاً اس جملے سے نمازی کے دل میں امید کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ یہ جملہ نمازی کی ہمت باندھتا ہے، اس کی کمر کستا اور اس کے دل کو قوی و توانا کرتا ہے کہ تم تنہا نہیں ہو بلکہ تمہارے ساتھ اور بھی نیک بندے ہیں، دنیا کے اس بیابان صحرا اور خشک ویرانے میں ایسے ہرے بھرے درخت اور نخلستان موجود ہیں جو پھل بھی دینے والے ہیں اور دیر تک تمہارا ساتھ بھی دینے والے ہیں۔

## خدا کی سُنت..... نیک لوگوں کا وجود

چنانچہ تاریخ میں ہمیشہ ایسے معاشرے اور سوسائٹیاں، جو تباہ ہو چکی تھیں..... سے ایسے افراد پیدا ہوئے جن کا ارادہ قوی اور مستحکم تھا اور وہ اعلیٰ شخصیات کے مالک تھے۔ یہ افراد زمانے کو اچھا بنانے کا ذریعہ بنے، انہوں نے ویران زندگی کو ہرا بھرا اور شاندار بنایا اور انقلاب سے (معاشرے کی) کایا پلٹ دی۔ لہذا نماز پڑھنے والا اس وقت یہ خیال کرتا ہے کہ تاریخ میں خدا کی ہمیشہ یہ سنت رہی ہے کہ اچھے لوگ پیدا ہوں لہذا ایسے ہی لوگ جو نورانی طاقتوں کے مالک اور نیکیوں کو فروغ دینے والے ہیں اس تاریک دنیا میں موجود ہیں، وہ کام کر رہے ہیں، اپنی جدوجہد جاری رکھے

ہوئے ہیں اور صحیح راستے کی تلاش میں ہیں یعنی خدا کے نیک بندے خدا کی بندگی کے ساتھ ساتھ اس کے فرمان پر بھی عمل کرنے والے اور دنیا کی طاغوتی اور سرکش طاقتوں سے حالت جہاد میں ہیں۔ لیکن ہمیں سوچنا چاہئے کہ ایسے لائق اور نیک بندے کہاں ہیں اور کیا ہمیں ان کی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور کیا ان کے قدم سے ملا کر چلنا چاہئے؟ کیوں نہیں.....ضرور!

لہذا نماز پڑھنے والا اللہ کے نیک بندوں پر سلام بھیج کر خود کو انہی میں سے قرار دیتا ہے اور ان کے ساتھ خود کو قابل سلام سمجھتا ہے اور ایک جملے میں خود اپنے اوپر ان نیک بندوں پر سلام بھیجتا ہے تو اس میں غرور و سرور بلندی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور اس کے دل میں یہ اطمینان پیدا ہوتا ہے کہ اس کاروبار حیات میں جہاں ہر طرف گندگی، نجاست اور تاریکیاں ہیں..... میں تنہا نہیں ہوں بلکہ میرے ساتھ اللہ کے نیک بندے بھی ہیں اور اس سلام کے بعد دل سے اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ واقعتاً ان کا ساتھی بن جائے، خود کو انہی میں سے قرار دے، ان کے ساتھ مل کر اس دنیا کی گندگی اور نجاست کو دور کرنے کی کوشش کرے اور اس خیال کے ساتھ کہ وہ ان نیک بندوں کے ساتھ مل کر اس دنیا کی اصلاح و درستگی کی جدوجہد میں شامل نہیں ہوسکے گا..... احساس شرم کرتا ہے اور اسی شرم کے احساس کی وجہ سے اس میں ایک ہمت پیدا ہوتی ہے اور ذمہ داری اور مسئولیت کو نبھانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

## نیک کون ہے؟

یہ خدا کے نیک بندے کیسے ہیں اور ہم کس چیز کو "صالح" کہتے ہیں کہ..... "عِبَادَ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ"..... صالح اور نیک ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ صرف نماز پڑھنے والا ہوگا بلکہ نیک وہ ہے جو خدا کی طرف سے اپنے اوپر عائد کردہ ذمہ داریوں اور مسئولیت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو اور ان ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھانے کے لئے ایسے اعمال انجام دے کہ اس کے لئے کہا جائے کہ وہ واقعتاً

خدا کا نیک بندہ ہے اور خدا کا نیک بندہ ہونا بھی اس کے نام کے لئے مناسب ہو۔ اسی طریقے سے جیسے ایک جماعت (کلاس) میں کچھ خاص طالب علم ہوتے ہیں جن کے لئے کہا جاتا ہے کہ یہ واقعتاً طالب علم ہیں۔

آخری اور تیسرے جملے میں نماز پڑھنے والا انہی نیک بندوں (یا اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے ہمراہ فرشتوں) کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

"سلام ہو تم پر اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں"

چنانچہ اس آخری سلام کے ذریعے سے وہ ایک اور مرتبہ صلاح (لائق ہونے) اور نیک ہونے کو یاد کرتا ہے اور اس سلام میں نیک بندوں یا نمازیوں جیسے دوسرے عزت والے لوگوں کو جو خدا کی بارگاہ میں قرب کی منزل پر ہیں یاد کرتا ہے اور اس یاد کے ساتھ نماز ختم کرتا ہے۔

# احادیث برائے حضورِ قلب در نماز

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے وقت آخر وصیت کی کہ وہ میری اُمت میں سے نہیں ہے جو نماز کو ہلکا سمجھے۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے وقتِ آخر وصیت کی کہ "ہماری شفاعت اس تک نہیں پہنچ سکتی ہے جو نماز کو معمولی سمجھے"۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ: یہ جملے تورات میں درج تھے کہ اے آدمؑ کی اولاد اپنے آپ کو عبادت کے لئے فارغ کرے"۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ "جو کوئی بندہ دُو رکعت نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ سمجھے کہ ان دُو رکعت میں کیا پڑھ رہا ہے (معانی کی جانب توجہ کرے) جب نماز سے فارغ ہو جائے گا تو اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی گناہ نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ بخش دیا گیا ہو"۔

حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کہ "نماز میں دل کیسے لگے (یعنی حضورِ قلب کیسے ہو)؟" حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ "تم جو پڑھو اُسے (معانی کی جانب توجہ کے ساتھ) سمجھ کر ادا کرو"۔

رسول اللہؐ نے اپنے اصحابؓ سے پوچھا کہ "اگر تمہارے گھر کے سامنے تالاب ہو اور تم دن میں پانچ بار اس میں نہاؤ تو کیا تمہارے بدن پر میل باقی رہے گا؟" اصحابؓ نے جواب دیا کہ "نہیں یا رسول اللہؐ" رسول اللہؐ نے فرمایا کہ (اسی طرح) اگر تم پانچ وقت نماز کو (حضورِ قلب اور معانی کی جانب توجہ سے) ادا کرو تو تمہارے دل پہ (دُنیا کا) میل باقی نہیں رہے گا۔

"اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے (بے عقلی)

کی حالت میں ہو مگر اس وقت (جاؤ یہاں تک) کہ جو کہہ رہے ہو وہ سمجھ رہے ہو"۔ (القرآن)

"اے بھائی تم اللہ کی قربت کے لئے نماز ادا کرتے ہو اور اس کے بعد گناہ بھی کرتے ہو یعنی نماز پڑھنے کے باوجود تم پر شیطان کا قبضہ اور تسلط ہے کیا تم نے کبھی اس آیت میں غور کیا ہے کہ:

"نماز بری باتوں سے روکتی ہے"؟

تم اللہ سے قریب ہونے کے لئے نماز سالوں سے پڑھ رہے ہو تو تم بے شمار نمازیں پڑھ کر اللہ سے کتنے قریب ہوئے؟ حقیقتاً اگر تم اللہ کو قربت (نزدیکی) نصیب ہوئی ہوتی تو تم پر شیطان کا قبضہ نہ ہوتا پس اے بھائی سمجھ لو کہ تمہاری نمازیں اللہ کے لئے نہیں ہیں۔ حدیث ہے کہ "جو شخص چالیس دن خلوص سے اللہ کے لئے عمل کرتا ہے تو حکمت کے چشمے اس کے دل سے جاری ہو جاتے ہیں"۔ یہ تو چالیس دن کی بات ہے تم تو چالیس چالیس مہینوں اور چالیس چالیس سالوں سے نماز قربتہً الی اللہ (اللہ سے قریب ہونے) کی نیت سے پڑھ رہے ہو اور ابھی تک گناہ کر رہے ہو۔ اتنی عبادت و ریاضت کے بعد بھی تمہارے دل پر شیطان کا قبضہ ہے۔ جب کہ قول معصومؑ میں چالیس روز کی پرخلوص عبادت کا تذکرہ ہے۔

پس بھائی ہوشیار ہو جاؤ کہ تمہاری نماز اللہ کے لئے نہیں ہے۔ بس نماز کو معانی کی جانب توجہ سے پڑھو تاکہ یہ نماز کے الفاظ تمہارے دل پر اثر ڈال سکیں۔

جامعة المطہر
پبلیکیشنز پاکستان

جامعة
الاطہر
پبلیکیشنز پاکستان

# اسلام کے انقلابی افکار اور حقیقی معارف کے لئے

جامعۃ الاطہر پبلیکیشنز (کراچی) پاکستان

فخریہ پیشکش

۱۔ نماز کی گہرائیاں ـــــ رہبر معظم آیت اللہ سید علی خامنہ ای

۲۔ اخلاق حسنہ ـــــ آیت اللہ فیض کاشانی

۳۔ نماز شب ـــــ آیت اللہ ملکی تبریزی

۴۔ لقاء اللہ ـــــ آیت اللہ ملکی تبریزی

۵۔ کامیابی کے راز ـــــ مولانا سید جان علی شاہ کاظمی

۶۔ محبت کس سے کریں ؟ ـــــ مولانا سید جان علی شاہ کاظمی